بسم اللہ الرحمن الرحیم

اصلاح

(جلد پانزدہم ۱۵)

نمبر ۱	بابت ماہ محرم الحرام ۱۳۳۰ھ مطابق جنوری ۱۹۱۲ء	جلد ۱۵

عظم اللہ اجورنا بمصابنا بالحسین وجعلنا من الطالبین بثارہ مع ولیہ الامام المہدی من ال محمد علیہم السلام

مصائب ایران

عزادار ان امام مظلوم اس خبر غم کو نہایت حزن وملال سے سنینگے کہ آجکل اسلامی سلطنت ایران نہایت تباہی مین ہے روسیوں نے اعلان جنگ دیدیا ہے مظلومان ایران بھی مرنے جان دینے پر تیار ہوگئے ہین موت یا آزادی کا ہرطرف نعرہ بلند ہے یورپین توپ بندوق کے سامنے ایرانی سینہ کھولے کھڑے ہین۔

ہماری گورنمنٹ برطانیہ نہ معلوم کیون اسقدر ساکت ہے کہ روس بڑھتا آتا ہے اور مدبران انگلستان دیکھ رہے ہین مسلمانان ہند کلکتہ بمبئی۔ مدراس پٹنہ درخواست پر درخواست دیرہے ہین۔ انگلستان کی اسلامی مجلس ہمدردی کی استدعا کررہی ہے۔ مگر نہ معلوم مدبران ملک کس خیال مین ہین کہ ابھی خاموشی

[illegible] ایران مین اپنے اسلامی رعایا کی مدد کرین

[illegible] جب سید مظلوم امام مین [illegible]

تہنیت دے۔ اور اسکے بعد خبر قتل حسینؑ بیان کرو۔ اور [illegible]

ہوئی اور آداب تہنیت بجالانیکے بعد تعزیت شروع کی حضور نے فرمایا کہ سبب تہنیت تو معلوم ہے سبب تعزیت کیا ہے۔ جبرئیل نے عرض کی کہ اس پسر کا حلق جو آج آپکی بوسہ گاہ ہے بعد مادر کی وفات کے بتقدیر تیغ جفا سے مجروح کیا جائیگا۔ اور کچھ دیگر واقعات کربلا بیان کئے جنکو سنکر حضور انور رونے لگے جب علی مرتضیٰ نے سنا وہ بھی روئے۔ اور جب یہ خبر مادر گرامی مظلوم یعنی حضرت زہرا کو پہونچی۔ تو آپ حجرہ نبوی مین تشریف

کامیاب کیا کہ محو توحید و رسالت خاتم الانبیا پر آمادہ ہوے جو اونکا دلی مقصد ہے کہ ایک طرف سے اٹلی نے
طرابلس غرب پر حملہ کیا دوسری طرف سے روس انگریز اپنی فوج ایران مین بھیج رہے ہین اب ذرہ سا
بھی سستی کرنا اسلام کو بدنام کرنا ہے ــــ

لہذا تمامی اہل اسلام پر اور ہمین اسلامی غیرت پر لازم ہو کہ بغیہ اسلام کی حمایت اور دفاع پر آمادہ ہوجائیں
کہ دفع خیالات ظالمانہ صلیبیہ بضرورت دینی اہم فریضہ اہل اسلام ہے اب موقع ہو کہ تمامی اہل اسلام متفق
ہو کر اس مدافعت مین شریک ہون اور دعوت اسلام کی اجابت کرین اور استغاثہ شریعت محمدی پر
لبیک کہین تبثت اللہ الجمیع بالقول الثابت حبل المتین مورخہ ۱ ذیحجہ

ہمارا غرض صرف دعا کرنا ہے۔ اور اپنے برادران ایمانی کی مالی مدد کرنا۔ اور گورنمنٹ مین اپنے درد کو ظاہر
کرنا خصوصاً اسوجہ سے کہ روس گورنمنٹ انگلیشیہ کو بھی بدنام کرتا ہے۔

اہلحدیث کا ایک نامہ نگار رائے دیتا ہے کہ تعزیہ داران امام مظلوم جو کچھ تعزیہ داری مین خرچ کرتے ہین اوسکو
جمع کر کے مظلومان طرابلس پر خرچ کرین۔ مگر اوڈیٹر صاحب یہ رائے دیتے ہین کہ سنی تعزیہ دار طرابلس مین بھیجین
اور شیعہ ایران کی مدد کرین۔ کیونکہ ایران مین بھی آجکل روس دست درازی کر رہا ہے۔ خدا ان دونو
اسلامی سلطنتونکو ظالم سے بچائے"

مگر افسوس کہ یہ رائے اوس شخص کی ہے جو عام طور پر دشمن تعزیہ داری ہو کہ ہر سال اشتہار ممانعت فروخت کر کے
ٹھیکہ داری کا حق ادا کرتا ہے۔ لہذا اگر مسلمانون کے دلمین اسلامی درد ہے تو جہان تعزیہ داری بغرض ثواب
آخرت کرتے ہین۔ وہان اسکو بھی فرض عین سمجھ کر حسب مقدور جو ہو سکے ایک فنڈ قائم کرین کہ برادران اسلامی
کی امداد مین صرف ہو۔

یہی تفریق اصل مایہ فساد ہے کہ سنی طرابلس کی مدد کرین شیعہ ایران کی حالانکہ اسکا بھی دعوے ہے کہ [illegible]
ہمدردی اس سے بھی (سلطنت روم) زیادہ ہوتی۔ اور اگر آکو یہ فلسفہ شہادت مین سمجھی ملیگی جو
مفتوحہ ملک ہے [illegible] امام مظلوم کو مفت مل سکتا ہے۔

عشرہ محرم مین مجالس عزا کا قائم ہونا مکان شاہ عبد العزیز دہلوی مین جو مصنف تحفہ اثنا عشریہ
ہین۔ اصلاح ۱۳ مین ملاحظہ طلب ہے۔

خداوند عالم ان ممبران انجمن کی توفیق کو زیادہ کرے کہ اسی طرح وہ خدمت دین کرتے رہین۔
واجرہم علی اللہ والسلام علی جمیع الاخوان من اہل الدین والایمان۔

عزاداری مظلوم کربلا

انجمن تذکرۃ المعصومین علیہم السلام شہر فیروزپور سے ایک اشتہار شایع ہوا ہے جو مولوی ابوالصفا صاحب کا لکھا ہوا ہے اور شیخ غلام جیلانی صاحب سکرٹری نے شایع کیا ہے جسکا خلاصہ ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہے۔

گریہ وبکا رونا عارفان حق کی نشانی ہے چنانچہ ارشاد ہے واذا سمعوا ما انزل الی الرسول تری اعینہم تفیض من الدمع یعنی جب وہ سنتے ہیں جو کچھ تیری طرف نازل کیا گیا۔ تو تو دیکھتا ہے کہ انکی آنکھوں میں آنسو ڈلکپڑتے ہیں۔ رونا خاصان خدا کا شعار ہے۔ ویخرون للاذقان یبکون) اور وہ گرپڑتے ہیں۔ ٹھوڑیوں اور روتے ہیں) رونا علمائے حق کا کام ہے چنانچہ اشعۃ اللمعات جلد ۴ صفحہ ۲۲۷ کتاب الرقاق فصل ۱ میں ابوہریرہ سے روایت ہے قال قال ابوالقاسم والذی نفسی بیدہ لو تعلمون ما اعلم لبکیتم کثیرا ولضحکتم قلیلا یعنی حضور نبوی نے فرمایا مجھے اسکی قسم ہے جسکے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ اگر تم جانو جو کہ میں جانتا ہوں تو تم بہت روتے اور کم ہنستے رونا غفران ذنوب کا باعث ہے چنانچہ کتاب مذکور کی فصل ۳ میں حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے۔ قال قال رسول اللہ ما من عبد یخرج من عینیہ دموع و ان کان مثل راس الذباب من خشیۃ اللہ ثم یصیب شیئا من حر وجہہ الا حرمہ علی النار رواہ ابن ماجہ یعنی کوئی بندہ نہیں جسکی آنکھوں سے خوف خدا میں آنسو نکلیں۔ اگرچہ مکھی کے سر کے برابر ہوں۔ مگر یہ کہ اللہ اُس پر نار دوزخ حرام کر دیتا ہے۔

گریہ بر مظلوم صاحب ینابیع المودۃ علامہ زمخشری۔ اور صاحب عمدۃ القاری نے روایت کی ہے من بکی او ابکی او تباکا علی الحسینؑ وجبت لہ الجنۃ جو مظلوم حسینؑ پر روئے یا رولائے۔ یا رونیوالوں کی صورت بنائے اُسپر جنت واجب ہے۔ روضۃ الشہدا از صفحہ ۱۸۲ و ۱۸۳ میں ایک روایت ہے۔ جسکا ماحصل یہ ہے ... ایسی شرط لگا دی کہ سب آرزوں کا اونکے خون ہو گیا لیونکہ فرماتے ہیں کہ ہا ... ہمین کو بیجا کہ ہمارے جیب کو مدلل بدلائل شرعیہ ... سب سے پہلے خود مولوی صاحب کی تحریر پر خیال ہوا کہ آیا یہ مدلل بدلیل شرعی ہے یا نہیں کہ لم تقولون ما لا تفعلون کے مصداق نہ ہوں۔ تو ساری تحریر میں دلیل شرعی اگر ملتی ہے تو یہی مسالیکہ نکو است از بہار ش پیداست سو مولوی صاحب کے نزدیک تو ضرور دلیل شرعی ہے کہ اونکی ساری تحریروں کی جان یہی اشعار ہوتے ہیں جنکو وہ حسب حال نہایت موقع پر صرف کرتے ہیں۔ جنکے نہ صرف اہل اسلام مدح خوان ہیں۔ بلکہ آریہ بھی۔

لائین اور عرض کی کہ میرے حسینؑ سے کیا گناہ کیا ہوگا کہ اسکو کوفی میں قتل کرینگے حضور نے فرمایا اے جان پدر یہ واقعہ اسوقت ہوگا جبکہ نہ میں ہونگا نہ علی ہونگے نہ تو اور نہ اسکا برادر حسنؑ علیہ السلام حضرت فاطمہ یہ سنکر پھر روئیں اور کہا اے بیکس مادر اسوقت کون تیری مصیبت پر قیام کریگا۔ کون تعزیت بجا لائیگا۔ کاش میں زندہ ہوتی تاکہ تیری مصیبت کے مراسم پر قیام کرتی۔ راوی کہتا ہے کہ ہاتف نے آواز دی کہ مصیبت زدہ اسکی مصیبت کو آخر الزمان تک کرینگے ہر سال جبکہ وہ موسم آئیگا جسمیں وہ شہید کیا گیا ہوگا مراسم تعزیت بجا لائینگے۔ اور گریہ و بکا کرینگے

گریہ حضرت رسول کریم سر الشہادتین صفحہ ۲ میں لکھا ہے کہ حاکم اور بیہقی نے ام الفضل بنت حارث سے روایت کی ہے۔ کہ اس نے کہا میں ایکدن حسینؑ کو لیکر رسول اللہ کے پاس گئی۔ اور میں نے انھیں آپ کی گودی میں رکھدیا پھر جو میں دیکھتی ہوں تو رسول اللہ کی آنکھیں آنسو بہاتی ہیں۔ آپنے فرمایا کہ میرے پاس جبرئیل آیا تھا۔ اس نے خبر دی ہے کہ میری امت میرے اس بیٹے کو قتل کریگی۔ اور مجھے سرخ مٹی بھی لا کر دی ہے۔ اس سے بالبداہت اور بلا تاویل ثابت ہوا کہ ذکر قتل حسینؑ کو سنکر رونا سنت نبوی ہے۔ اور جو اس پر عمل نہ کرے۔ وہ اہل سنت نہیں ہو سکتا۔

حالت رسول بعد قتل حسینؑ سر الشہادتین صفحہ ۲۳ میں دو روایات ہیں۔ ایک احمد بن حنبل اور بیہقی کی ابن عباس سے۔ اور دوسری حاکم اور بیہقی کی حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے جنکا ماحصل یہ ہے کہ ان بزرگوں نے حضور انور کو عالم رویا میں بروز عاشورا دیکھا لیکن اس حالت میں کہ حضور کے بال بکھرے ہیں سر و ریش مبارک پر گرد و خاک پڑی ہے۔ آپکے ہاتھ میں ایک شیشی ہے۔ ابن عباس نے پوچھا حضور یہ کیا ہے فرمایا یہ حسینؑ اور اوسکے اصحاب کا خون ہے آج صبح سے اسکو اکٹھا کر رہا تھا اس سے ثابت ہوا کہ روز عاشورا مصیبت زدوں کی شکل بنانا۔ سر و ریش پر خاک ڈالنا سنت نبوی ہے۔

اصلاح ان مطالب کی تفصیل آپکو تحقیق صوم عاشورا اور فلسفہ شہادت میں بخوبی ملیگی جو دفتر اصلاح سے ۶ عدد اعلان امام مظلوم کو مفت مل سکتا ہے۔

عشرہ محرم میں مجالس عزا کا قائم ہونا مکان شاہ عبد العزیز دہلوی میں جو مصنف تحفہ اثنا عشریہ ہیں۔ اصلاح ۱۳ میں ملاحظہ طلب ہے۔

خداوند عالم ان ممبران انجمن کی توفیق کو زیادہ کرے کہ اسی طرح وہ خدمت دین کرتے رہیں۔ واجرہم علی اللہ والسلام علی جمیع الاخوان من اہل الدین والایمان۔

تبدیل سال

اڈیٹر اہلحدیث اپنی نوین سالگرہ مناتے ہوے مورخہ ۳ نومبر جلد ۹ مین لکھتے ہین مسلمانون کا آغاز سال تو بوجہ محرم مین ماتم نے ایسا لزوم پیدا کیا ہے کہ شاہ معظم کی تخت نشینی کا دربار دہلی محرم کی وجہ سے بدلنا پڑ گیا محرم چونکہ مسلمانون کا آغاز سال ہے جس مین ماتم اور رنج و غم کو اصل مین نہ تھا مگر آجکل لازم کیا گیا ہے تو مثل مشہور سالیکہ نکو است از بہارش پیداست" کے مطابق ضروری ہے کہ مسلمانون کا تمام سال غم و الم رونے اور چیخنے مین گذرے اسلئے ہم مسلمانونکو عموماً اس امر کی طرف توجہ دلاتے ہین کہ اگر اپنے سالانہ غم و الم اور مصائب کا خاتمہ کرنا چاہتے ہو تو تین صورتون مین سے ایک ضرور کرنی ہوگی اول مثل مشہور سالیکہ نکو است از بہارش پیداست کو کسی دلیل عقلی یا نقلی سے غلط ثابت کردو۔ دویم محرم سے سنہ ہجری کا آغاز بدل دو بلکہ ربیع الاول سے کردو جو اصل ماہ ہجرت ہے تاکہ شروع سال مین غم و الم نہو۔ سوم اگر یہ دو نہین کر سکتے تو اس مہینہ مین رونا چیخنا اور بین و بکا کرنا چھوڑ دو۔ پس اگر اپنی زندگی شادان و فرحان گذارنا چاہتے ہو تو مذکورہ بالا تین صورتون مین سے تمکو ایک ضرور کرنی چاہیئے۔ اہل قلم کو اختیار ہے کہ معقولیت سے اس مضمون پر قلم اوٹھائین مگر مدلل بدلائل شرعیہ بغیر دل آزاری اور حملہ آری کے "

یہ ہے مولوی ثناء اللہ صاحب کی اسلامی ہمدردی۔ جسمین پہلا صدمہ اونکو یہ پہنچا کہ تخت نشینی ملک معظم کی تاریخ جو پہلے یکم جنوری مطابق عاشورہ محرم ۱۳۳۰ھ تھی خود حضور معظم نے بخیال اہل اسلام۔ بلکہ اوس کیرکٹر سے جو خدا نے آپکو عنایت کیا جسپر اس قسم کے تمام نفسانی کی بیخ خدا نے قرآن مین کی ہے۔ تبدیل فرمایا۔ لہذا ہم بھی کہتے ہین موتوا بغیظکم اپنے غیظ و غضب کی آتش مین خود جلجاو۔ پھر ہمدردی دکھلاتے ہین۔ کہ چاہتے تو یہ تھے کہ تمام اہل اسلام کو سال بھر کے رنج و غم سے نجات دلائین مگر افسوس آخر مین ایسی شرط لگا دی کہ سب آرزو ونکا اونکے خون ہوگیا کیونکہ فرماتے ہین ہم اس مضمون پر قلم اوٹھائین مگر مدلل بدلائل شرعیہ احسن سے پہلے خود مولوی صاحب کی تحریر پر خیال ہوا کہ آیا یہ مدلل بدلیل شرعی ہے یا نہین کہ لم تقولون ما لا تفعلون کے مصداق نہ ہون۔ تو ساری تحریر مین دلیل شرعی اگر ملتی ہے تو یہی سالیکہ نکو است از بہارش پیداست جو مولوی صاحب کے نزدیک تو ضرور دلیل شرعی ہے کہ اونکی ساری تحریرون کی جان یہی اشعار ہوتے ہین جنکو وہ حسب حال نہایت موقع پر صرف کرتے ہین۔ جنکے نہ صرف اہل اسلام مدح خوان ہین بلکہ آریہ بھی۔

مگر افسوس مولوی صاحب خود اپنی اس دلیل شرعی کو بھی ۱۵ مورخہ ۲۰ نومبر میں مشروح کر چکے ہیں کیونکہ
انوار الصوفیہ لاہور سے یہ شعر بسلسلہ عشق پیر ہے اور بعدہ عشق رسول و بعدہ عشق حق اس قاعدہ کو تو نہ
بھولئے نقل کرکے تحریر فرماتے ہیں "اس شعر کے بعد راقم مضمون نے چند ایک صوفیوں کے اشعار اس دعوی
پر بطور شہادت نقل کئے ہیں ہمارے خیال میں یہی ایک اصولی غلطی ہے کہ مسلمان ہو کر سند اور دلیل
لاویں تو کلام اللہ اور کلام رسول کے علاوہ غیروں سے۔ آہ مسلمانوں کو یہ بات کب سمجھ میں آئیگی کہ امت
میں حضرت ابوبکر صدیق سے لیکر آجتک سب کے سب ہم تابع فرمان ہیں متبوعیت کی شان صرف
ایک ذات ستودہ صفات میں ہے جسکی شان میں وارد ہے وما ینطق عن الھوی ان ھو الا
وحی یوحی اسلئے مسلمانوں کا فرض ہے کہ اپنے مذہبی دعووں میں قرآن و حدیث سے سند لایا کریں
اور بس۔ ہاں بعد استدلال کے کسی بزرگ یا امام کے قول سے تقویت لیں تو بیشک لاویں صفحہ ۱۵ کالم ۳
اب سوال یہ ہے کہ یہ سب تقریر صرف انوار الصوفیہ کے مقابلہ میں ہے یا آپ پر بھی اسکی پابندی لازم
ہے کیونکہ آپنے تو تمام مسلمانوں کا فرض بتایا ہے کہ اپنے مذہبی دعووں میں قرآن و حدیث سے سند
لایا کریں" پھر یہاں آپنے کونسی سند قرآن و حدیث سے پیش کی ہے براہ کرم ارشاد ہو۔ اگر اسی شعر
"سالیکہ نکو است از بہارش پیداست" کو آپ قرآن و حدیث کا درجہ دے رہے ہیں۔ تو انوار الصوفیہ
کے اس قسم کے حدیث و قرآن کو کیوں نہیں مانتے۔

اڈیٹر صاحب نے حق نصیحت مگر ادا کیا کہ عداوت اہلبیت طاہرین سے پرہیز کیجئے کیونکہ اسکا نتیجہ
ہمیشہ کفر ہوتا ہے۔ مگر آپنے نہ مانا اور آخر وہی گڑھے میں گرے جسمیں انوار الصوفیہ کو گرانا چاہا تھا۔ "من
حفر بئرا لاخیہ فقد وقع فیہ"۔

ہاں انوار الصوفیہ کا استدلال گو شعری ہے مگر یہ شعر اونکے دعوی میں بہ راہ منع ہے بخلاف
آپکے شعر کے جس سے آپکے استدلال سے کوئی لگاؤ ہی نہیں۔ کیونکہ وہ تو لطف بہار سے تمام سال کے خوبی کا اندازہ
لگا رہا ہے کہ جو سال عمدہ ہوتا ہے اوسکی عمدگی بہار سے اوسکی ظاہر ہے۔

اس سے یہ کہاں نکلا کہ مسلمانوں کو اپنے ابتداء سال میں غم امام حسین نہ کرنا چاہیئے۔ اگر ایسا ہو تو جو لڑکا
پیدا ہوتا ہے اوسپر یہی حکم لگایا جائیگا کہ اسکا دن ہمیشہ روتے گذریگا کیونکہ تمام عالم کو معلوم ہے لڑکوں کی
صفت جبلتی تو روشنگی انسی رونے سے معلوم ہوتی ہے جو بوقت ولادت ہوتا ہے۔ تو آپکا اگر

شاعرانہ کلیہ مانا جائے۔ تو یہ کلیہ غلط ہوتا ہے۔ حالانکہ تمام عالم کا مدار اسی رونے پر ہے اطفال کے
یہی گریہ و بکاء علامت فارقہ ہے جس سے انسان حیوانات سے متمیز ہوتا ہے۔ کیونکہ ہنسنا تو اکثر جانور
مین پایا جاتا ہے مگر رونے والا جانور صرف انسان ہی ہے۔
افسوس آپکو عداوت امام حسین نے ایسا مخمور کر دیا کہ قرآنی یہ حکم بھی نہ یاد رہا فلیضحکوا قلیلا ولیبکوا
کثیرا جزاء بما کانوا یکسبون کہ چاہئے کم ہنسیں اور زیادہ روئیں۔ بدلے مین اوسکے جو کرتے ہین
تو کیا آپکے خیال مین مسلمانون کو اسکی تعمیل ضروری نہین ہے۔
دیکھئے خداوند عالم ضحک کی مذمت کرتا ہے فلما جاءھم بآیاتنا اذا ھم منھا یضحکون (زخرف)
جب وہ ہماری نشانیان لیکر اونکے پاس آئے تو وہ ہنسی کرنے لگے۔ کہیئے اس سے مذمت نکلی یا نہین۔
تعریف بکا مین فرماتا ہے ویخرون للاذقان یبکون ویزیدھم خشوعا یعنی ٹھوڑیون کے بل وہ
گر پڑتے ہین اور روتے جاتے ہین اور اس سے اون کی عاجزی زیادہ ہوتی ہے۔
کہیئے خدا کی ان دونون آیتون مین ضحک کو کفار سے اور بکا کو مومنین سے نہین منسوب کیا ہے۔
تو پھر بتایئے کثرت ضحک ممدوح ہے یا کثرت بکا۔
کیا آیہ کریمہ واذا سمعوا ما انزل الی الرسول تری اعینھم تفیض من الدمع مما عرفوا
من الحق نے آپکو نہین بتایا کہ مومنین کی یہی شان ہے کہ خدا فرماتا ہے کہ جب وہ سنتے ہین اوس
کتاب کو جو رسول پر نازل ہوئی۔ تو تو دیکھتا ہے اون کی آنکھون سے آنسو جاری ہوتے ہین اس سے
کہ حق کو پہچان لیا۔
تو پھر کیونکر ممکن ہے کوئی مسلمان اس گریہ و بکا کو چھوڑ کر جو علامت ایمان ہے کثرت ضحک کا مرتکب ہو
جسکو خدا نے کفار کی طرف منسوب کیا ہے اذا ھم منھا یضحکون
بلکہ مین کہتا ہون کہ قرآن ہمکو صاف صاف منع کرتا ہے اس سے کہ آمد سال نو یا کسی آنیوالی چیز پر خوش
اور فرحناک ہون کیونکہ فرماتا ہے لا تفرح ان اللہ لا یحب الفرحین (سورہ عنکبوت) زیادہ خوش
نہ ہو کہ خدا زیادہ خوش ہونیوالون کو نہین دوست رکھتا +
لکیلا تاسوا علی ما فاتکم ولا تفرحوا بما آتیکم (حدید)
جو فوت ہو گیا اسکا غم نہ کھاؤ اور جو تمکو اوس نے دیا ہے اسپر خوش نہ ہوا کرو

ذلکم بما کنتم تفرحون فی الارض بغیر الحق وبما کنتم تمرحون (سورہ مومن)

یعنی یہ بدلا ہے کہ تم ناحق زمین میں خوشی کرتے تھے اور اس کا بدلا ہے کہ تم اترایا کرتے تھے۔

اگر اڈیٹر صاحب آیات قرآنی و احادیث کو دلائل شرعیہ سے مانتے ہونگے۔ تو اسی آن لائینگے کہ خدا نے عالم عام طور سے حزن و بکا کو مومنین سے زیادہ پسند کیا ہے بہ نسبت فرح و سرور کے پھر کیونکر کوئی مسلمان اسکے خلاف خواہش کر سکتا ہے۔

دیکھیے سورہ حدید میں خدا فرماتا ہے الم یان للذین امنوا ان تخشع قلوبہم لذکر اللہ وما نزل من الحق ولا یکونوا کالذین اوتوا الکتاب من قبل فطال علیہم الامد فقست قلوبہم وکثیر منہم فاسقون۔

کیا مومنوں کے لئے ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ دل اونکے نرم ہوں ذکر خدا سے اور اوس سے جو نازل ہوا حق سے اور مثل اون لوگوں کے نہ ہوں جنکو کتاب دی گئی پہلے پس جب مدت زیادہ گذر گیا تو دل اونکے سخت ہو گئے اور اکثر اون کے فاسق ہیں۔

تو کیا یہی سوال جو ف انکے صحابہ سے۔ کیا اہل الحدیث سے نہیں کر سکتے جو سالیکہ نو است بہار رسم بد است کی بنیاد پر شروع سال میں خوشی کرنے کو لازم قرار دیتے ہیں۔

دیکھیے تفسیر در منثور سیوطی میں ہے جلد ۶ صفحہ ۱۷۵ اخرج ابن مردویہ عن انس لا اعلمہ الا مرفوعاً الی النبی قال استبطاء قلوب المہاجرین بعد سبع عشرۃ من نزول القرآن فانزل اللہ الم یان۔

(۲) اخرج ابن مردویہ عن عائشۃ قالت خرج رسول اللہ علی نفر من اصحابہ فی المسجد وہم یضحکون فسحب رداءہ محمراً وجہہ فقال اتضحکون ولم یاتکم امان من ربکم بان اللہ غفر لکم وقد انزل علی من ضحککم آیۃ [illegible] الم یان للذین امنوا ان تخشع قلوبہم لذکر اللہ قالوا یا رسول اللہ فما کفارۃ ذلک قال تبکون بقدر ما ضحکتم

(۳) ان اصحاب النبی ظہر منہم المزاح والضحک فنزلت الم یان للذین امنوا۔

یعنی انس سے روایت ہے جو مرفوع ہے کہ حضرت نے فرمایا قرآن کے نزول کے سترہ برس بعد عتاب کیا گیا ہے۔

(۲) عائشہ کہتی ہین کہ رسول اللہ ایک روز جانب مسجد تشریف لیگئے تو دیکھا اصحابہ ہنس رہے ہین حضرت یہ دیکھکر ردا کھینچتے ہوے اس حالت مین کہ چہرہ آپکا سرخ تھا۔ صحابہ کی طرف بڑھے اور فرمایا کہ تم ہنستے ہو حالانکہ ابھی تک خدا کی طرف سے تمکو امان نہین ملا ہے کہ اوس نے بخشدیا۔ ابھی تمھارے ہنسنے کے بارہ مین یہ آیہ ہے الم یان للذین امنوا تو صحابہ نے کہا پھر اسکا کیا کفارہ دین حضرت نے فرمایا جسقدر ہنسے ہو اوسقدر رو و۔

(۳) اصحاب نبی سے مزاح اور ہنسی ظاہر ہوئی تو یہ آیہ نازل ہوا۔

اڈیٹر صاحب آپ تو یہ کہتے ہین "اگر اپنی زندگی شادان و فرحان گذارنا چاہتے ہو تو مذکورہ بالا تین صورتون سے ایک تمکو ضروری ہے" مگر خدا و رسول کو صحابہ کی ذراسی ہنسی بھی پسند نہ آئی جسپر یہ آیہ نازل کیا۔ تو اب مدۃ العمر کی شادی و فرحت کا کیسے ٹھیکہ لے سکتے ہین۔ حالانکہ خداوند عالم اس زندگی کے بارہ مین اس سورہ حدید مین فرماتا ہے۔

اعلموا انما الحیوۃ الدنیا لعب ولھو وزینۃ وتفاخر بینکم وتکاثر فی الاموال والاولاد کمثل غیث اعجب الکفار نباتہ ثم یھیج فترٰہ مصفرا ثم یکون حطاما وفی الاخرۃ عذاب شدید ومغفرۃ من اللہ ورضوان وما الحیوۃ الدنیا الا متاع الغرور

جان رکھو کہ دنیا کی زندگی محض کھیل۔ تماشا۔ زینت۔ اور باہمین فخر کرنا ہے اور زیادتی مال و اولاد کی خواہش۔ اسکی مثال اوس پانی سی ہے جسکی گھاس کافرونکو خوش کرتی ہے پھر خوب زور کرتی ہے پھر تو اوسکو زرد دیکھتا ہے (پختہ ہو کر) پھر چورا چورا ہو جاتی ہے۔ اور آخرت مین عذاب شدید ہے (کافرون کیلئے) اور مغفرت و رضوان ہے (مومنین کیلئے) اور زندگی دنیا تو متاع غرور ہے۔

پھر آپ کیون ناحق مسلمانون کو ایسی تعلیم دیرہے ہین جو تعلیم خدا و رسول کے خلاف ہے کیونکہ خدا تو مسلمانونکو حکم دیتا ہے وہ زندگانی دنیا کو ہیچ و پوچ سمجھین۔ خوف الہی مین بسر کرین بجاے فرحت و شادی خوف خدا سے گریان و نالان رہین۔ اور آپ کہتے ہین کہ اپنی زندگی کو شادان و فرحان رکھو۔ تو اسکی تعمیل اوس سے ممکن ہے جو حکم خدا و رسول کو بالاے طاق رکھکر آپکو مثل مرزا ئیونکی پیغمبر مانے حالانکہ ابھی آپنے صریحی دعوی نبوت بھی نہین کیا ہے۔

آپ فرماتے ہین محرم چونکہ مسلمانونکا آغاز سال ہے "مگر یہ نہ لکھا کس دلیل سے خداوند عالم

فرماتا ہے انّ عدۃ الشہور عند اللہ اثنا عشر شہرا فی کتاب اللہ یوم خلق السموات والارض منہا اربعۃ حرم ذلک الدین القیم فلا تظلموا فیہن انفسکم وقاتلوا المشرکین کافۃ کما یقاتلونکم کافۃ واعلموا ان اللہ مع المتقین۔

یعنی گنتی مہینوں کی خدا کی کتاب مین روز خلقت آسمان وزمین سے بارہ مہینہ ہے جس سے چار ماہ حرام ہین۔ اور یہ دین قیم ہے تو اسمین اپنی نفسوپر ظلم نہ کرو۔ اور قتال کرو مشرکین سے کافۃ جیسا کہ وہ تم سے مقاتلہ کرتے ہین کافۃ اور خدا متقیون کے ساتھ ہے۔

تفسیر کبیر مین ہے اعلم انّ ھذا شرح النوع الثالث من قبائح الیہود والنصاریٰ والمشرکین وھو اقدامہم علی السعی فی تغییرھم احکام اللہ صفحہ ۶۳۳ جلد ۳

یعنی اس آیہ مین خدا نے یہود ونصاریٰ ومشرکین کی تیسری قسم کو قبائح اعمال سے بیان کرنا شروع کیا ہے کہ اونہون نے احکام خدا کے بدلنے کی کوشش کی پھر لکھتے ہین ان مذھب العرب من الزمان الاول ان تکون السنۃ قمریۃ لا شمسیۃ وھذا الحکم توارثوہ عن ابراھیم واسمعیل علیہم الصلوٰۃ والسلام یعنی مذہب عرب قدیم سے یہ تھا کہ حساب سنہ قمری ہو نہ شمسی۔ یہ حکم بطور میراث اونہون نے لیا تھا حضرت ابراہیم واسمٰعیل سے۔

تو آپنے مسلمانون کو صلاح دی کہ سال کو بدل ڈالین تو گویا اونہین یہود کی پیروی کی جن کی مذمت خدا نے بیان کی ہے۔

لکھتے ہین غم اصل مین نہ تھا، مگر نہ معلوم اس اصل سے کیا مراد ہے۔ اصل فطرت تو غلط ہے۔ اصل دین۔ تو دین اسلام کی ابتدا رسول اللہ صلعم سے ہے اور رسول اللہ صلعم کا غم کرنا امام حسین کی مصیبت مین بحالت حیات وممات دونو مشکوۃ شریف سے مذکور ہوچکا۔

پھر نہ معلوم آپکی اصل کیا ہے جسپر غور وفکر کیا جائے۔ کیونکہ آیہ وفدیناہ بذبح عظیم مین مراد ذبح عظیم سے شہادت امام حسین ہے جسکی خبر خدا نے حضرت ابراہیم کو دی تھی اور اونہون نے غم کیا تھا جیسا کہ روایات مشہورہ شیعہ مین ہے۔

اور آجتک توراۃ مین اسی روز غم کرنے کا حکم موجود ہے کہ جو اس روز غم نہ کریگا وہ اپنی قوم سے کاٹ ڈالا جائیگا پھر نہ معلوم کہان سے آپنے یہ ایجاد کیا "کہ غم اصل مین نہ تہا" کیونکہ غم کرنا حضرت ابراہیم بلکہ سائر انبیا

کا اس مصیبت مین مسلمات سے ہے۔

ہان اگر یہ مقصود ہو کہ اوس زمانہ مین اس طرح سے غم نہین ہوتا تھا جو آج رائج ہے۔ تو ممکن ہے کیونکہ اوسوقت تک یہ واقعہ پیش نہین آیا تھا۔

مگر خوشی کرنا ابتدا سال مین تو آپ کہین سے بھی نہین دکھا سکتے بخلاف غم کرنیکے کہ اسکا توراۃ مین حکم موجود ہے اور رسول کی نسبت یہ حکم قرآن مین موجود ہے فبھدیھم اقتدہ کہ اونکی ہدایت کی تم بھی اقتدا کرو۔

بہرحال آپکا اول اصول ؁ سالیکہ نکو است ازبہارش پیداست" کو کسی دلیل عقلی یا نقلی سے غلط ثابت کردو۔ بقیہ اغلاط ثابت ہوچکا کہ یہ ایک معقول شاعر ہے جسکی کتاب وسنت سے کوئی دلیل نہین۔ بلکہ بخلاف اسکے غم کرنیکا حکم موجود ہے۔

رہا یہ کہ "دو ئم محرم سے سنہ ہجری کا آغاز بدلدو۔ بلکہ ربیع الاول سے کرو جو اصل ماہ ہجرت ہے تاکہ شروع سال مین غم والم نہو"

تو یہ بھی ناممکن ہے کیونکہ تاریخ طبری مین ہے ان ابن عباس کان یقول فی والفجر ولیال عشر قال الفجر ھو المحرم فجر السنۃ ص۲۵۳

کہ ابن عباس تفسیر والفجر ولیال عشر مین فرماتے کہ مراد اس فجر سے۔ فجر محرم ہے جو ابتدای سال کی فجر ہے۔ تو پھر آپ کون ہوتے ہین جو اوسکے تبدیلی کی راے دیتے ہین۔

اگر قول خدا نہ مانئے۔ تو صحابہ کا اجماع دیکھئے۔ ثم اجمعوا علی الھجرۃ ثم قالوا فای الشھور نبتدء فقالوا رمضان ثم قالوا المحرم فھو منصرف الناس من حجھم وھو شھر حرام فاجمعوا علی المحرم ص۲۵۲

یعنی جب اسمین اختلاف ہوا کہ کس روز سے تاریخ کی ابتدا کی جاے تو سب نے ہجرت پر اجماع کیا جب مہینہ کے بارہ مین اختلاف ہوا تو کہا رمضان سے شروع کرین پھر کہا محرم سے کہ وہ ماہ حرام ہے اور لوگ حج سے لوٹ آتے ہین۔ تو سب نے محرم پر اجماع کیا۔

پس اگر آپکے نزدیک اجماع کا توڑنا جائز ہے تو براہ کرم اوس اجماع کو توڑ دیجئے جس سے دنیا مین یہ سب فساد پھیلا کیونکہ نص رسول تو خلافت جناب امیر پر اول روز اعلان نبوت کو ہوچکا

تھا جسکا آپنے بھی اقرار کیا۔ اوس نص کو کس نے توڑا اسی اجماع تے تو اگر اوس اجماع کو آپ شکست دین تو دنیا پر احسان کرینگے۔

افسوس تو یہ ہے کہ اوڈیٹر صاحب کا دریائے علم اسقدر زخار ہے کہ وہ تفسیر کبیر کا دیکھنا بھی نہین گوارا کرتے جسمین صاف طور پر مرقوم ہے الثالث المراد فجر المحرم اقسم بہ لانہ اول یوم من کل سنۃ وعند ذلک یحدث امور کثیرۃ مما یتکرر بالسنین کالحج والصوم والزکوۃ والاستیفاء فی الحساب شہورا لاہلہ وفی الخبر ان اعظم الشہور عند اللہ المحرم وعن ابن عباس انہ قال فجر السنۃ ہو المحرم فجعل جملۃ المحرم فجرا ص ۵۵۵ جلد ۸

یعنی یہ کہ تیسری یہ کہ مراد اس سے فجر محرم ہے جسکی قسم خدا نے اسوجہ سے کھائی کہ وہ سنہ کا پہلا روز ہے اسمین بہت سے امور حادث ہوتے ہین جو ہر سال مکرر ہوا کرتے ہین مثل حج۔ صوم۔ زکوۃ کے اور بنا ئے حساب ہونیکے مطابق ماہ قمری۔ اور حدیث مین ہے کہ اعظم شہور خدا کے نزدیک محرم ہے اور ابن عباس سے ہے کہ یہ سال کی پہلی صبح ہے لہذا جملہ محرم کو فجر قرار دیا۔

پس جس مہینہ کی یہ عظمت ہو کہ خدا اوسکے صبح کی قسم کہائے۔ کیا اڈیٹر صاحب اوسکو بدلدینگے اور اوسکی جگہ ربیع الاول کو قرار دینگے؟ حالانکہ وہ مہینہ بھی مطابق روایات اہلسنت غم کا مہینہ ہے کیونکہ حضرتؐ کی وفات اس مہینہ مین ہوئی۔

مگر یہ کہین وہ اہلسنت کیلئے ماہ عید ہے کیونکہ رسولؐ نے انتقال کیا اور خلافت ابوبکر کو ملی۔ تو بہتر ہے سنہ عید الشجاع سے شروع کیجیے۔

تیسری فرمایش آپکی یہ ہے اگر یہ دونو نہین کرسکتے تو اس مہینہ مین رونا چیخنا بین وبکا کرنا چھوڑ دو۔ یہی آپکی جان کی تان ہے۔ مگر افسوس کوئی کسی بھی اسکو نہین مان سکتا بجز خوارج جنمین پہلا نام ہمارا کہا کالمیگا۔ کیونکہ گو آپنے ۲ ر سیکڑہ کے حساب سے لاکھون کا اشتہار فروخت کیا۔ مگر ابھی کرورون مسلمان ایسے ہین جنکو مشکوۃ شریف کی وہ حدیثین یاد ہین کہ حضرت ام سلمہ اور ابن عباس نے رسول اللہ کو بروز عاشورا غم امام حسینؑ مین نالان وگریان دیکھا کہ تمام سر وچہرہ پر گرد آلود ہے ص ۳۵

پھر کیونکر کسی مسلمان سے ہوسکتا ہے کہ اس روز غم نہ کرے اور مصیبت امام حسینؑ مین نوحہ وبکا نہ کرے جبکہ پرودہ دنیا سے نہ یہ حدیثین اوٹھی ہین نہ یہ کتابین ضائع ہوئین۔ اور تحقیق صوم عاشورا نے

تو آپکا وہ قلع قمع کیا کہ اگر حیا ہوگی تو قیامت تک سر نہ اوٹھائینگے۔

یہ رسالہ تحقیق صوم عاشورا تمام شائقین تحقیق کو دفتر اصلاح سے مفت ملتا ہے۔

دیکھیے اڈیٹر اہلحدیث اس مضمون کو بھی اپنے اخبار میں جگہ دیتے ہیں یا نہیں حالانکہ اونکی فرمایش پر لکھا گیا۔ اس مضمون پر قلم اوٹھائیں مگر مدلل بدلائل شرعیہ جسکی پوری تعمیل کی گئی۔ آیات قرآنی و احادیث کے سوا ایک شعر سے بھی نہیں کام لیا گیا ہے۔ واللہ بالغ امرہ

مسافر اور مسلمان اور شہدا کربلا

اخبار مسافر سے تو ناظرین اصلاح واقف ہیں کہ آریون کا مشہور اخبار ہے جو صرف وہابیونکی بیجا سخت کلامیون سے تنگ آکر اسلام پر ایسا سخت حملہ کرتا ہے کہ پناہ بخدا۔ مگر ہمارا فرض بمفاد ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ یہی کہ اسکو سمجھائیں اور راہ راست پر لائیں نہ کہ بیہودہ گوئی اور دماغ کھائیں۔

ہماری غرض اس مضمون سے یہ ہے کہ دیکھیے ایک مخالف اسلام جناب امام حسین کی نسبت مخالفانہ تقریر میں بھی کیا لکھ رہا ہے اور مولوی ثناء اللہ صاحب اڈیٹر مسلمان جو عام مسلمانون کے از خود وکیل بن رہے ہیں کیسی ہمدردی اسلام دکھا رہے ہیں۔

مسافر مورخہ ۱۳ مارچ میں پنڈت لیکھرام کی ہمت اور دلیری سے جان دینے کیلئے ایک تمہید اوٹھاتا ہے جسمین پلیگ اور ڈاکوون کے حملے کا ذکر کرکے کہ اوسوقت انسان کی کیا حالت ہوتی ہے لکھتے ہین "دنیا جانتی ہے کہ وہ مسیح جو ساری عمر اپنے آپکو خدا کا خاص و اکلوتا بیٹا ہی جانتا اور مانتا رہا اور جو زندگی بھر اپنے آپکو دنیا کا واحد مالک تصور کرتا رہا آخر جب سولی چڑھایا جانے لگا تو کسطرح چلا چلا کر کہتا ہے کہ ایلی ایلی لما سبقتنی"

یعنی اے خدا تو نے مجھے کس لئے چھوڑ دیا اے خدا یہ زہر کا پیالہ مجھسے دور کردے اور مجھے آزمایش مین نہ ڈال۔

مسلمان اسکے جواب مین لکھتا ہے "حضرت مسیح کی بابت عیسائی جواب دینگے جنکی کتاب سے موت کا ثبوت پیش ہے"

اصلاح۔ لیکن نہ معلوم یہ کونسا ایمان ہے کہ حضرت عیسیٰ پر جو الزام آئے وہ عیسائیونکے حوالہ کیا جائے حالانکہ ہر نبی صادق پر ایمان لانا مسلمانون کا فرض ہے اور اونکی حمایت لازم لا نفرق بین احد من رسلہ

یہ سب واقعات انجیل سے لئے گئے ہین جسکو تمامی اہل اسلام بلکہ اہل کتاب بھی محرف اور غیر جلی مانتے ہین پھر اوسپر ایمان لانا کب جائز ہے۔ واقعات حضرت عیسٰی کتب اہل اسلام مین ملاحظہ ہو حیات القلوب مین ہے بسند حسن از امام محمد باقرؑ منقول ست کہ عیسٰی وعدہ کرد اصحاب خود را در شبے کہ خدا اورا بآسمان برد وہمہ در وقت شام نبزد آنحضرت حاضر شدند و ایشان دوازدہ نفر بودند پس ایشان را داخل خانہ کرد و چشمہ در گوشہ آنخانہ بود و در آن چشمہ غسل کرد و بسوے ایشان بیرون آمد و آب از سرش میریخت وگفت خدا وحی کردہ است بمن کہ مرا درین ساعت بآسمان برد و از لوث یہود پاک گرداند کسے در میان شما قبول میکند کہ شبیہ و مثال من برا و افتد و شباہت من او را بکشند و در قیامت با من باشد و در درجہ من در بہشت پس جوانے در میان ایشان گفت کہ من میکنم اے روح اللہ عیسٰیؑ فرمود کہ تو خواہی کرد پس عیسٰیؑ فرمود کہ یکے از شما کافر خواہد شد بمن پیش از صبح دوازدہ مرتبہ پس یکے از ایشان گفت کہ من نیستم عیسٰیؑ فرمود کہ اگر تو این را در نفس خود می یابی تو آن خواہی بود پس عیسٰیؑ گفت کہ بعد از من سہ فرقہ خواہید شد دو فرقہ بر خدا افترا خواہند کرد و بجہنم خواہند رفت و یکفرقہ کہ تابع شمعون وصی من خواہند شد بر خدا افترا نخواہند کرد و داخل بہشت خواہند شد پس خدا عیسٰیؑ را از گوشہ خانہ بآسمان برد و ایشان میدیدند۔ باب ۲۵ مطبوعہ ایران

دیکھیے کس سکون نفس و آرام نفس سے حضرت عیسٰیؑ غسل کرتے ہین اور قوم کو وعظ و پند فرماتے ہین اپنا وصی مقرر کرتے ہین اپنے تابعین کی حالت کو بتاتے ہین۔ ایسے شخص کی نسبت یہ کہنا "جو موت کا مردانہ وار مقابلہ نہ کریگا" کس وجہ لغو ہے۔ مگر اسمین مسافر کا قصور نہین کیونکہ اوس نے جو کچھ لکھا ہے انجیل محرف کے بیان پر جسمین یہ سب کچھ ہے۔

انجیل نے صرف یہی نہین کہا بلکہ وہ پوری تحریر کا ذمہ وار ہے حالانکہ حضرت عیسٰیؑ کبھی اسکے مدعی ہوے کہ ہم خدا کے بیٹے ہین نہ یہ کہا کہ ہم دنیا کے مالک ہین بلکہ وہ تو صرف توحید خدا کے حامی تھے اور اپنی رسالت و پیغمبری کے مدعی جسمین کسی مسلمان کو شک نہین۔

تو اب مولوی ثناء اللہ صاحب بتائین کہ آپنے جو حضرت عیسٰیؑ کی نسبت مسافر کے کل اعتراضات کو قبول کرکے عیسائیونکے حوالہ کیا۔ تو کیا اس سے آپ مسلمان رہے؟

پھر مسافر لکھتا ہے "اسی طرح محمد صاحب کی نسبت لکھا ہے کہ مرتے وقت آنحضرت اتنا روئے اتنا روئے کہ

آجتک دنیا مین اتنا کوئی نہ رویا ہوگا۔ گو محمد صاحب سے جان کی قربانی نہین طلب ہوئی تھی۔ اور نہ کسی انسان نے ان کی جان لی۔ بلکہ آپ قدرتی موت مرے۔ لیکن تاہم یہ غور کا مقام ہے کہ حضرت محمد جیسا اولوالعزم و باہمت آدمی بھی معمولی موت کے مقابلہ مین کتنی کمزوری ظاہر کرتا ہے"۔

اسپر مولوی ثناء اللہ صاحب لکھتے ہین۔

مسلمان۔ افسوس ایسی غلط بیانیون پر ہم وہ آیت بھی نہین پڑہ سکتے جسمین جھوٹون کی سزا لعنت ہے اسلئے کہ لعنت کا اثر بھی وہان ہی کچھ ہو سکتا ہے جہان پہلے سے محل خالی ہو۔ اور جس جگہ پہلے ہی بہت سے جمع ہون اوس جگہ وہ کیا کر سکتی ہے تاہم ہم اتنا کہے بغیر نہین رہ سکتے کہ اگر مسافر اس دعوی کا ثبوت ہمیں کسی معتبر اسلامی کتاب مین دکھادے تو ہم اپنے جملہ مطالبات کا دعوی اوس پر سے اوٹھا لینگے "۔

او مسافر یہ تیرا مذہب ہے کہ پیشوا کوئی گناہ نہین بخش سکتا پھر تو کیون ایسی دلیری سے جھوٹ بولتا ہے تمہین خدا سے نہین مخلوق سے تو شرم چاہیئے ؎

سُن تو سہی جہان مین ہے تیرا فسانہ کیا — کہتی ہے تجھکو خلقِ خدا غائبانہ کیا

حضرت مسیح کی بابت عیسائی جواب دینگے خود کی کتابون سے موت کا ثبوت پیش ہے۔ ہان ہم آن حضرت علیہ السلام کے انتقال کی صحیح روایات سناتے ہین۔ پس سنو!

"شمائل ترمذی" مین آنحضرت کی وفات یون مذکور ہے ۔

جب آپ پر بیماری سے غشی ہوئی ذرہ سا ہوش آتا تو فرماتے نماز کا وقت آگیا؟ حاضرین عرض کرتے ہان حضرت۔ تو فرماتے بلال کو کہو اذان دے۔ اور ابوبکر کو کہتے کہ جماعت کرائے اور آپ دعا کرتے اللھم اعنی علی سکرات الموت خداوندا! موت کی سختی مین میری مدد کیجو۔ کبھی پڑہتے اللھم بالملئہ الاعلی خداوندا! مین اعلیٰ جماعت سے ملنا چاہتا ہون۔ کبھی آپ روئے نہ چلائے کسی صحیح روایت مین نہین۔ مسافر کی کسی پوتھی مین یہ روایت ہو تو عجب نہین "۔

اصلاح۔ مسافر کا جواب تو بعد کو دیا جائیگا مگر افسوس کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کو کیا ہو گیا ہے جو بے جگہ جھوٹ بولنے کو طیار ہو جاتے ہین حالانکہ انجمن صادقین کے ممبر یا بانی ہین جسپر ہر فیس لیتے ہین معلوم ہوتا ہے ان کی اصطلاح مین جھوٹ کا نام سچ ہے جبھی حضرت ابوبکر و عائشہ کو صدیق و صدیقہ کا خطاب دیا ہے۔

مسافر کا یہ اعتراض میں حضرت نہیں ہے بلکہ آپکی صدیقہ کی مہربانی ہے جنہوں نے کوئی دقیقہ توہین شان رسالت کا اوٹھا نہیں رکھا۔ دیکھئے مدارج النبوۃ میں ہے " در روایتے از عائشہ آمدہ کہ گفت ندیدم من ہیچ احدی راکہ مرض وی صعب تر باشد از مرض پیغمبر ص ۴۹۵"

پھر لکھتے ہیں از عائشہ صدیقہ می آرند کہ گفت من رشک می بردم برکسیکہ بآسانی می میرد بعد از آنکہ از شدت موت آنحضرت دیدم و دانستم کہ بشدت مردن بہتر است زیراکہ اگر بآسانی مردن بہتر بودے حق تعالیٰ برائے حبیب خود آنرا اختیار کردے و این مسکین را از صدیقہ این سخن گران می آمد چہ شدے کہ بر آنحضرت بود کدام بود ہمین بود کہ آبے از قدح نہادہ بودہ دست مبارک در آن می کرد و روے مبارک را مسح میکرد و تغیرے در رنگ رخسار شریف راہ می یافت و عرقے بر روے مبارک می نشست این چہ شدہ است ص ۱۱ مدارج النبوۃ

اب تو مولوی ثناء اللہ صاحب کو معلوم ہوا کہ مسافر کا اعتراض آپکی عائشہ صدیقہ کی بدولت پیدا ہوا جو حضرت کی رحلت کو ان لفظوں سے بیان کرتی ہیں کہ دوسرونکے بآسانی مرنے سے انکو رشک ہوتا کہ کیوں رسول اللہ ص نے اس سختی سے انتقال کیا۔

یہ بیان عائشہ ایسا تھا کہ آخر شیخ عبد الحق دہلوی کو بھی اوسپر ضبط نہو سکا اور شکایت کر بیٹھے کہ از صدیقہ این سخن گران می آید تو اگر مسافر نے باوصف مخالفت اسلام یہ لکھا تو آپ کیوں غصہ ہوتے ہیں اصل مایہ فساد کو دفع کیجئے تو سب درست ہو۔

مولوی صاحب حضرت کے رونے سے انکار کرتے ہیں "نہ کبھی آپ روئے نہ چلائے" مگر خود مدارج النبوۃ میں ہے آنگاہ با فاطمہ فرمود کہ پسران خود را پیش آر پس فاطمہ حسن و حسین را علیہم التحیۃ والرضوان پیش آنحضرت آورد چون او را بدان حال دیدند گریہ آغاز نہادند و چنان گریہ و زاری کردند کہ از گریہ ایشان ہر کہ در خانہ بود بگریست آنحضرت ایشان را ببوسید و در باب تعظیم و احترام و محبت ایشان صحابہ و تمام امت را وصیت فرمود و در روایتے آمدہ کہ آنہا کہ بر در حجرہ بودند نیز گریستند چون آواز گریہ ایشان بگوش مبارک رسید آنحضرت نیز گریست حضرت ام سلمہ گفت یا رسول اللہ از گناہان گذشتہ و آیندہ تو مغفور گشتہ موجب گریہ چیست فرمود گریہ من برائے رحم و شفقت بر امت است کہ تا بعد از من حال ایشان بکجا خواہد رسید ص ۱۱

جس سے معلوم ہوا کہ حضرت نے قریب رحلت گریہ فرمایا ہے روئے ہیں۔ مگر نہ بخیال موت بلکہ بخیال امت کہ ہمارے بعد کس طرح تباہ ہوگی۔ اسی وجہ سے مولوی ثناء اللہ صاحب اصل گریہ سے انکار کرتے ہیں کہ اس سے انکے خلفا کا پردہ فاش ہوتا ہے جنکے ظلم و ستم کو خیال کرکے حضرت اوس وقت روئے جس روز حضرت بیمار ہوئے ہیں اوس شب کو نصف شب کے بعد حضرت زیارت قبور اہل بقیع کے لئے تشریف لیگئے ہیں تو آپنے اپنے زمانہ مابعد کی نسبت اس طرح فرمائی ہے سلام بر شما اے اہل قبور باد بان نعمت و حالت کہ صبح کردید و ہستید در آن روز دور آمد از فتنہا کہ ہست مردم در آں و نجات دادہ و خلاص گردانیدہ است خدا تعالیٰ شما را ازاں تحقیق رو آوردہ است بمردم فتنہا ہمچو قطعہائے شب تاریک متصل [illegible] آخر آں فتنہا بدتر است از اول صفحہ ۷۹۴ مدارج النبوۃ۔

جس سے حضرت کی کسر [illegible] معلوم ہوا اپنے اصحاب و امت کے حالات سے جو آپکے بعد ہونے والے تھے کہ وہ سب باتیں حضرت کے پیش نظر تھیں اور دیکھ رہے تھے کہ کیا ہونیوالا ہے۔

اسی شب کا واقعہ ہے کہ حضرت تو بحکم خدا اور زیارت اہل قبور بقیع کو جا رہے ہیں کیونکہ معلوم ہو چکا تھا آج سے وہ مرض شروع ہوگا جسمیں لقائے پروردگار ہوگا۔ مگر بی بی عائشہ حضرت کے اس نصف شب کے وقت تشریف لیجانے میں بدگمانی کرتی ہیں۔ از عائشہ آمدہ کہ گفت برآمد پیغمبر خدا از نزد من من نیز از عقب آں حضرت برآمدم از جہت غیرت آنکہ مبادا در خانہ یکے از زنان خود درآید تا آں حضرت بہ بقیع رسید ہمت ۷۹۲

کہئیے کیا ایمان حضرت عائشہ نے کیا اتنا نہ سمجھا اور اس کا بھی دعوی ہے کہ مجھے چھوڑ کر حضرت کسیکو نہیں چاہتے تھے۔ مگر جب بستر خواب سے بغیر حضرت کے ہیں تو عائشہ بھی پیچھے پیچھے چلی ہیں کہ ہمیں کسی دوسری بی بی کے یہاں نہ چلے جائیں۔ پھر کیونکر ممکن تھا کہ حضرت ان لوگوں کے خیالات و حالات سے بیخبر ہوں کہ جب انکے اوپر بھی حضرت کو امین و اہل نہ سمجھا خائن تصور کرتی ہیں تو اور کس امر پر حضرت سے ایمان لا سکتی ہیں۔

حضرت جب بقیع سے تشریف لاسکے ہیں تو درد سر بیمار ہیں جو حضرت نے اپنی شکایت بیان کی تو بی بی عائشہ نے بھی حضرت سے خوش طبعی کیا کہ ہاں کو بھی درد سر ہے اوس پر حضرت نے فرمایا یہ

زیان کنند ترا اے عائشہ کہ پیش از من از عالم بروی و من ایستم بر سر تو و قیام می نمایم با مر تو و تجہیز و تکفین کنیم ترا و نماز میگذارم بر تو و دفن کنیم ترا و استغفار و دعا ترا پس عائشہ نیز بمزاح غیرت امہان حضرت گفت کہ شما دوست میدارید موت مرا و اگر واقع شود موت من در آخر ہمان روز با زن دیگر در خانہ من عروسی کنی صد ۹۲ مدارج النبوۃ

حضرت کے اس حسرت آمیز کلام کو خیال فرمائے کہ نظر بحالات آیندہ فرماتے ہین کہ اے عائشہ آمین کیا مضائقہ ہے تو ہمارے سامنے مرجائے اور ہم دفن و کفن کرین۔ اوسکا جواب عائشہ دیتی ہین کہ آپ چاہتے ہین کہ ہم مرجائین اور آپ اوسی روز ہمارے ہی گھر مین دوسری عورت لائین۔

حالانکہ ہندوستانی عورتون کی تمام تر یہی تمنا ہوتی ہے کہ ہم اپنے شوہر کے سامنے مرجاتے کہ وہ ہمکو دفن و کفن کرتا جسکو وہ اپنی کمال خوش قسمتی سمجھتی ہین۔ مگر عائشہ ہین جو حضرت کا اس طرح جواب دیرہی ہین ان حالات کو دیکھکر کون کہہ سکتا ہے کہ حضرت کو اپنے مابعد کے حالات نہ معلوم تھے اور اوس سے حضرت کو حزن و غم نہ ہوتا یا اوسکے تصور سے گریہ نہ فرماتے ہون جو اس شوخ چشمی سے اڈیٹر صاحب انکار کر رہے ہین کہ حضرت کبھی نہ روئے"

مسافر کا جواب تو یہ ہے کہ جو لوگ انبیا خدا ہوتے ہین وہ ہمیشہ خوف الٰہی سے روتے رہتے ہین کیونکہ جب وہ عظمت خداوند عالم کا تصور کرتے ہین تو بند بند اونکا لرزتا رہتا ہے۔ نہ خوف جان سے۔

دیکھو جب حضرت کو پیام اجل آیا ہے تو کس طرح خبر دیتے ہین پرسیدند صحابہ از آن حضرت کہ کے میرسد اجل تو یا رسول اللہ ص فرمود نزدیک رسیدہ است برگشتن بسوی خدا و جنت الماوی سدرۃ المنتہی و رفیق اعلی و کاس اوفی و عیش گوارا صد ۹۲ مدارج النبوۃ

پھر اوسیمین ہے کہ چون نازل شد اذا جاء نصر اللہ والفتح خواند آنحضرت فاطمہ را رض و فرمود خبر موت داده شده ام من پس بگریست فاطمہ پس فرمود آنحضرت گریہ مکن تو اول اہل بیت منی کہ خواہی پیوست بمن پس خندہ کرد فاطمہ صد ۹۱

کیسے حضرت کو کیسی خوشی ہوئی ہے اس خبر سے کہ سب سے پہلے اپنی پیاری بیٹی کو اسکی خبر دی کیونکہ عام قاعدہ ہے جو بات خوشی کی حاصل ہوتی ہے اوس سے سب سے پہلے اپنے خاص عزیز کو خبر دیتے ہین۔ اسیلئے حضرت ص نے اس خبر کو جناب سیدہ کے کان مین کہا مگر وہ کونسی بیٹی ہوسکتی ہے

جو اس خبر کو سنے اور دل پر جبر کر سکے لہذا بے اختیار جناب سیدہ روئیں حضرت نے تب پھر کان میں فرمایا غم نہ کہا کہ تو سب سے پہلے ہم سے ملیگی جب جناب سیدہ ہنس پڑیں۔

اس سے تو نہ صرف رسول اللہ کا پیام اجل سے خوش اور مسرور ہونا معلوم ہوا بلکہ آپکی دختر نیک اختر جناب سیدہ کا بھی کس درجہ مسرور ہونا ظاہر ہوا کہ خبر موت سنتے ہی ہنس پڑیں۔

کیا ہے کوئی دنیا میں جو اسکی نظیر دکھا سکے بجز اس خاندان رسالت کے جسنے اس موت کو ذریعہ لقاء الٰہی سمجھا اور ہمیشہ اس سے وہ مسرت ہوتی کہ اوسکا بیان نہیں ہو سکتا۔

اس واقعہ سے اور واقعہ عائشہ سے جو پہلے مذکور ہوا دونوں کے ایمان اور معرفت اور محبت رسول میں تفرقہ بھی کر سکتے ہیں کہ جب حضرت نے عائشہ سے کہا ہے کہ اگر تو ہمارے سامنے مرجاتی تو کیسا اچھا ہوتا کیسا جلا کٹا فقرہ کہا۔ حالانکہ حضرت نے یہ خبر موت دی تھی نہ اوسکی اطلاع۔ مگر عائشہ کو اسدرجہ ناگوار ہوا۔ بخلاف اسکے جب جناب سیدہ کو خبر دی کہ تم سب سے پہلے ہم سے ملوگی تو کیسی آپکو خوشی ہوئی کہ ہنس پڑیں۔

یہ باتیں جو بصیغہ رازداری باپ بیٹی میں ہوئیں اوس نے عائشہ کو ایسا بیچین کردیا کہ مدارج النبوۃ میں ہے۔

عائشہ گوید با فاطمہ گفتم ہیچ گریہ را خندہ و ہیچ غم را بشادی مقارن و متصل ندیدہ ام چنانکہ امروز دیدم سبب این چیست فاطمہ فرمود این سریست میان من و رسول خدا فاش نتوانم کرد پس فاطمہ آن سر را فاش نکرد تا آنحضرت از دنیا نقل کرد ص۴۹۷

اس سے بھی معلوم ہوا کہ یہ کیسا راز تھا کہ صیغہ رازداری میں رکھا گیا اور بعد رحلت آنحضرت جناب سیدہ نے اسکو بیان کیا۔

بہر حال حضرت کو اس خبر انتقال سے جو خوشی ہوئی ہے اوسکا احاطہ تو دشوار ہے مگر ایک روایت اور سن لیجیے جو آخری حصہ ہے اوسی روایت کا کہ حضرت اہل قبور بقیع کی زیارت کو تشریف لیگئے ہیں تو آپنے موہبہ سے فرمایا جو ساتھ گیا تھا۔

اے موہبہ مفاتیح خزائن دنیا بر من عرض کردہ اند و مرا مخیر ساختہ اند میان آنکہ باقی و مخلد باشم در دنیا و حصول درجات و مراتب در جنت و میان لقاء پروردگار و مسارعت بدان من ہمان لقاء پروردگار را اختیار

کردم موبہ میگوید گفتم یا رسول اللہ اختیار کن جنگاہ بودن در دنیا بعد ازان بہشت رو تا از دولت تو ما ہم بیا سایم فرمود لا یا موبہ من لقاء پروردگار خود را اختیار کردم و در روایت آمدہ کہ بعد ازان روئے مبارک باصحاب آورد کہ حاضر بودند و گفت ایشان یعنی گذشتگان بہتر از شما اند گفتند یا رسول اللہ برادران ما اند ہمچنانکہ ایمان آوردند ایشان ما نیز آوردیم و ایشان انفاق کردند ما نیز کردیم ایشان رفتند ما نیز می رویم ایشانرا بر ما زیادتی چیست فرمود ایشان در گذشتند و از اجرہائے خود چیزی در دنیا نخوردند و ندانم کہ شما بعد از من چہ کار کنید و چہ فتنہا در میان شما پدید آید۔ مدارج النبوۃ صفحہ ۴۹۳

ہم جانتے ہیں کہ مسافران روایتوں پر ایمان نہیں لا سکتا۔ مگر چونکہ اوسکا اعتراض بر روایات اہل اسلام تھا۔ اسلیے اسلامی روایتیں پیش کی گئیں کہ وہ غور کرے حضرت نے موت کے مقابلہ میں کس مسرت و بشاشت سے کام لیا ہے۔ کیونکہ جسوقت یہ خبر سنی اوسوقت سے ایسی مسرت آپکو ہوئی کہ سب سے پہلے اس کو خوشخبری قرار دیکر اپنی پارہ جگر فاطمہ زہرا کو مطلع کیا۔ اور جب اسکا تذکرہ آیا تو ہمیشہ مسرت ظاہر فرماتے رہے۔ ہان غم تھا آپکو تو اپنی امت کی بد اعمالیوں و بد افعالیوں کا جو نہایت بجا غم تھا کہ جن لوگونکو تیئس ۲۳ برس کی شبانہ روزی محنت سے مسلمان بنایا تھا وہ اس دنیا دنی کی بدولت کس قعر مذلت مین گرنے والے ہین۔

چنانچہ اوسی مدارج النبوۃ مین ہے فرمود نمی ترسم بر شما کہ مشرک شوید بعد از من ولیکن می ترسم بر شما از دنیا کہ رغبت کنید در آن و در فتنہ افتید و ہلاک شوید چنانکہ ہلاک شدند ان کسانیکہ پیش از شما بودہ اند صفحہ ۴۹۳

جب حضرت آخری مرتبہ نماز کیلیے تشریف لائے ہین تو فرمایا وصیت میکنم مہاجرین را کہ با یکدیگر نیکی کنید و پس خواند سورہ والنصر را تا آخر و این آیۃ خواند فہل عسیتم ان تولیتم ان تفسدوا فی الارض و تقطعوا ارحامکم صفحہ ۵۰۵

ایکسقدر جلد ہے تم حاکم بنو تو زمین مین فساد کرو اور قطع رحم کرو جسمین حضرت نے تمامی واقعات کی خبر دیدی ہے۔

بہرحال حضرت کو غم تھا تو امت کا کہ وہ کسطرح گمراہ ہو جائینگی اور کیسے فسادات ان صحابہ سے ہونگے ورنہ خبر موت نے تو حضرت کو اسدرجہ مسرور کر دیا تھا کہ اوسکی انتہا ہی نہین۔

رہا مولوی ثناء اللہ صاحب نے جو لکھا ہے تو اوسکا کیا جواب دیا جائے کہ تمامتر جھوٹ کذب افترا سے

کام لیا ہے اور اونکی غرض بجز اسکے کچھ نہیں ہو کہ پیش نمازی ابوبکر کا حکم دکھائیں۔ حالانکہ تمامی صحاح ستہ میں موجود ہے کہ جب عائشہ و حفصہ نے اپنے اپنے باپ کو یہ عہدہ دینا چاہا تو حضرت نے فرمایا انکن صواحب یوسف کہ تم بھی اونھیں مکار عورتوں کی بہن ہو جنہوں نے حضرت یوسف سے مکر کیا تھا ملاحظہ ہو مدارج النبوۃ ص۔

چونکہ یہ واقعہ طوالانی ہے اور اوسکے ذکر کا یہاں محل نہیں۔ لہذا اب خاص واقعہ کربلا پر آتے ہیں جسکے نسبت مسافر حسب ذیل لکھتا ہے۔

"یہی حال حضرت کے نواسے اور مسلمانوں کے شہید اکبر حسین کا ہوا۔ اور وہ بھی اپنے دعوے پر ہنسی خوشی جان دینے کی جرات ظاہر نہ کر سکا۔ بلکہ جب اسے معلوم ہوا کہ اب جان کسی طرح بھی نہیں بچ سکتی۔ تو نہایت ہی بری طرح محض جان بچانے کے لئے دشمن کی منت و سماجت شروع کر دی۔ کبھی حضرت محمد کا واسطہ دیا۔ کبھی خدا کو بیچ میں ڈالا۔ اور کبھی رحم کیلئے التجا کی لیکن آخر دشمن نے زبردستی جان لے ہی لی ہم حسین کی بہادری و قربانی کے مداح ہیں۔ اور ہماری ہمدردی ہمیشہ کربلا کے مقتولین کے ساتھ رہی ہے۔ لیکن ساتھ ہی ہم یہ کہے بغیر بھی نہیں رہ سکتے کہ کربلا کے مقتولین نے موت کا مقابلہ کرنے میں نہایت ہی کمزوری ظاہر کی اور موت پر فتح حاصل کرنے میں قطعی ناکامیاب ثابت ہوئے۔

مسلمان لکھتا ہے "اسکے مفصل جواب کی توشیعہ اخبارات (اثنا عشری۔ شیعہ۔ اصلاح۔ اور آل انڈیا شیعہ گزٹ وغیرہ) سے توقع ہے۔ ہاں مختصر ہم بھی عرض کرتے ہیں کہ اس میں بھی مسافر نے وہی معمولی عادت شریفہ (دروغ گوئی) سے کام لیا ہے ہم منتظر ہیں کہ ہمیں کسی صحیح حوالہ سے یہ مضمون سید الشہداء کی بابت ثابت کر دے۔"

اصلاح۔ اس عبارت سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ گو مسافر مخالف اسلام ہے جس سے اوسکو جناب امام حسین سے مخالفت کرنا لازم ہے۔ مگر حضرت کی مظلومیت ایسی تھی کہ بوصف مخالفت اوس سے کہلوا دیا "ہم حسین کی بہادری اور قربانی کے مداح ہیں اور ہماری ہمدردی ہمیشہ کربلا کے مقتولین کے ساتھ رہی ہے" اسکے ساتھ اہلسنت کی مخالفت کو دیکھئے کہ آجتک اونکو اسکا غم ہے کہ بروز عاشورا دربار تاجپوشی کیوں موقوف کیا گیا جسکا مطلب یہ ہے کہ یہ واقعہ کسی طرح قابل ہمدردی ہے نہ اس لائق کہ اوسکو کسی طرح کی اہمیت دی جائے پھبتی کے یہ آدمی ہیں ہم۔ سایہ یزیدی۔

مسافر کا یہ اعتراض بھی بر بنیاد روایات اہلسنت ہے جنہون نے یہ روایت بنائی کہ حضرت نے فرمایا ہمکو یزید کے پاس لیچلو کہ اوسکے ہاتھ مین ہاتھ دین۔ دوسری روایت یہ بنائی کہ جناب امام حسینؑ فرماتے کہ ابن عباس کیا خوب شخص تھے۔ (جنہون نے رائے دی کہ آپ وہان نہ جائے ورنہ شہید ہو جیئے گا)

انھین روایتون کی بنیاد پر مسافر نے یہ دعوی کیا جسکی غرض صرف اہلسنت کو چڑانا ہے ورنہ وہ جانتا ہے اور بخوبی جانتا ہے کہ دنیا مین صرف امام حسینؑ ہی ایسے ہوئے ہین جنہون نے محض دین کیلئے جان دیا نہ اور کسی نے۔ کیونکہ انبیاء سابقین جو شہید ہوئے ہین وہ خاص خاص وجہون سے۔ رسول اللہؐ نے تو شہادت ہی نہ پائی جو آپکا یہان تذکرہ کیا جائے۔ پھر کیونکر مسافر ایسا دعوی کر سکتا ہے بجز اسکے کہ چڑانا اہلسنت کا منظور ہو۔

مگر مسافر نے یہان غلطی کی جو جناب سید الشہدا کا اوسنے یہان تذکرہ کیا کیونکہ اوسے خوب معلوم ہے وہابیونکو کسی طرح امام مظلوم سے ہمدردی نہین پھر وہ کیون چڑنے لگے۔ اسی لئے اڈیٹر مسلمان نے صاف صاف لکھ دیا "اسکے مفصل جواب کی تو شیعہ اخبارات (اثنا عشری شیعہ۔ اصلاح۔ آل انڈیا شیعہ گزٹ وغیرہ) سے توقع ہے"

بہرحال جواب مسافر تو یہ ہے کہ چونکہ جناب سید الشہدا دنیا مین بے نظیر گذرے ہین کہ کوئی نبی یا وصی آپکا مثل آجتک نہین ہوا جسپر تمام دوست دشمن گواہ ہین لہذا آپکی طرف سے کسی قسم کے مدافعت کی ضرورت نہین۔ کیونکہ ہم آریونکے لئے بہت سے ہمسران لیکہرام دکھا سکتے ہین جو ہر صفت مین ان سے بڑھے ہوئے تھے۔

سب سے پہلے تو ہم ابوجہل کو پیش کرتے ہین پس نشست ابن مسعود بر سینہ پر کینہ وے وگرفت ریش ناپاک او را وگفت ابوجہل توئی اخزاک اللہ یا عدو اللہ۔ ابوجہل گفت زیادہ برین نیست کہ مردے را قوم او کشتند کاشکے کہ مرا غیر دہقان کشتے وہ مراد بدہقان انصار داشت کہ اہل زراعت بودند وگفتہ اند کہ اگرچہ ابوجہل را فرعون ہذہ الامہ خواندہ اندا ما بدتر از فرعون بود زیرا کہ فرعون چون غرق می شد دانست کہ بد کردہ معترف شد وانصاف داد و این بدبخت تادم آخر در چنین حال کہ خوار و زار افتادہ بود تکبر ورزید صلا مدارج النبوۃ

اب مسافر غور کرے کہ کسکا درجہ بڑھا ہوا ہے ملیکھرام کا یا ابوجہل کا کیونکہ لیکھرام کسی جنگ مین نہین

مارے گئے۔ کسی سے لڑے نہیں اپنے گھر میں بیٹھے تھے کہ کسی نے مار دیا جسکے نسبت مسلمان لکھتا ہے "ملیکھرام اپنی بدزبانی اور فحش زبانی کیلئے مشہور تھا" اور بقول مسافر ایک مسلمان اس کام کیلئے متعین ہوا جسنے پنڈت لیکھرام جی کو شدہ ہونیکے بہانہ سے اپنا بزرگ بنایا×× اور انکے گھر بار روک ٹوک آنے لگا" مسافر ۱۶ مارچ

بخلاف ابوجہل جو مکہ سے چڑھ کر دھرم کے خاطر مدینہ لڑنے آیا تھا۔ اور بدر میں مارا گیا جو اس طرح دھرم کیا بچا کرتا ہے کہ رہا ہو اور کہتا ہے کاش کہ دیہاتی لوگ ہمکو نہ مارے ہوتے۔

مسافر لکھے ہے کہ ابوجہل تو ہملوگوں سے تھا اسکا تنے نام کیوں لیا تو ہم کہینگے نہیں اہلسنت کے یہاں اسکی بڑی عزت تھی کیونکہ الحکم قادیانی میں ہے ۲۴؍۳ جلد ۱۵

" کہ خلیفہ صاحب صحابہ کی سادگی کا ذکر کرتے تھے "ایک شخص نے کہا کہ اسوقت عام طور پر غربت تھی اور سب لوگ کا یہی حال ہوگا۔ فرمایا نہیں سب تو ایسے نہ تھے ابوجہل کے اونٹ کی نکیل سونے کی تھی ×× پس معلوم مسافر اگر اس سوال پر راضی نہ ہو تو اسلام کے مدعیوں میں بہت سے پہلوان ہیں جو لیکھرام کے مقابلہ کو نکل سکتے ہیں مولوی شبلی صاحب اپنے علم الکلام میں لکھتے ہیں " معبد جہنی ایک شخص تھا جسنے صحابہ کی آنکھیں دیکھی تھیں اور دلیر و راست گو تھا × وہ پہلے سے بنوامیہ کی زیادتیوں و طیش سے بھرا ہوا تھا اب علانیہ بغاوت کی اور جان سے مارا گیا معبد کے بعد غیلان دمشقی نے اس خیال کو ترقی دی وہ حضرت عثمان کا غلام تھا اور محمد بن حنیفہ سے بیک واسطہ تعلیم پائی تھی حضرت عمر بن عبدالعزیز جب خلیفہ ہوئے تو اوسنے ایک نہایت آزادانہ خط لکھا اور بنوامیہ کے مظالم پر توجہ دلائی حضرت عمر بن عبدالعزیز نے اسکو بلا بھیجا اور شاہی توشہ خانہ کے نیلام کی خدمت سپرد کی۔ وہ برسر عام نیلام کرتا تھا اور پکار پکار کر کہتا جاتا تھا کہ یہ وہ مال و اسباب ہے جو ظلم اور جبر سے حاصل کیا گیا تھا۔ اسوقت تک اگرچہ اسلام کی قدیم سادگی بہت کچھ باقی تھی تاہم سامان عیش کو اسقدر ترقی ہو چکی تھی کہ توشہ خانہ میں تیس ہزار اونی جرابیں نکلیں۔ غیلان نے کہا صاحبو! اس ظلم کی کچھ حد ہے لہ عوام فاقے کرتے تھے اور ہمارے فرمانروا تیس تیس ہزار جرابیں توشہ خانہ میں مہیا رکھتے تھے۔

عمر بن عبدالعزیز نے ۱۰۱ھ میں وفات پائی اور ہشام بن عبدالملک تخت حکومت پر بیٹھا وہ غیلان کی کارروائیاں اپنی آنکھوں سے دیکھ چکا تھا تخت نشینی کے ساتھ اوسکو طلب کیا اور بغاوت انکی مرضی

جرم میں اسکے ہاتھ پاؤں کٹوادئے تا ہم عیلان کی زبان درازیان نہ گئین اور آخر اسی جرم مین مارا گیا صفحہ ا
تو کیا امام علیہ السلام کا درجہ عیلان سے بھی کمتر تھا جسکے ہاتھ پاؤن بھی کاٹے گئے اور وہ زبان درازیوں سے نہ باز آیا
ہاں چونکہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے جناب سید الشہداء روحی لہ الفدا کی نسبت شیعوں سے تفصیلی حال کی
توقع ظاہر کی تھی لہذا فلسفہ شہادت کے چند فقرونکو ہم یہاں نقل کرتے ہیں ملاحظہ ہو تاریخ کامل صفحہ ۲۳ جلد ۴
وحمل الناس علیہ عن میمنہ وشمالہ فحمل علی الذین عن میمنہ فتفرقوا ثم حمل علی الذین
عن یسارہ فتفرقوا فما رای مکثور قط قد قتل ولدہ واھلبیتہ واصحابہ اربط جاشا منہ
ولا امضی جنانا ولا اجرء مقدما منہ ان کانت الرجالۃ لتنکشف عن یمینہ وشمالہ
انکشاف المعزی اذا اشتد فیہا الذئب صفحہ ۵۷ اصلاح ۵ جلد ۱۴
یعنی حضرت پر داہنے بائین سے لوگون نے حملہ کیا تو حضرت نے اسطرح حملہ کیا کہ سب بھاگ گئے جس طرح بھیڑ
کے آنے سے بھیڑین بھاگتی ہین۔ کبھی ایسا شخص نہین دیکھا گیا جو ایسا شکستہ خاطر ہو کہ اوسکے بھائی بند اولاد
اصحاب سب قتل ہون اور پھر وہ ایسا با جرأت و قوی دل ہو اور اس طرح کی جرأت و دلاوری
دکھائے کہ سوار و پیادہ بھیڑیون کی طرح بھاگے۔
دیکھئے بحار الانوار مین ہے فغضب شمر وجلس علی صدرہ وقبض لحیتہ وھم بقتلہ فضحک
الحسین فقال لہ اتقتلنی ولا تعلم من انا صفحہ ۲۰۲ جلد ۱۰
یعنی جب شمر حضرت کے سینہ پر سوار ہوا اور ریش مبارک بقصد ذبح پکڑا تو ہنسے امام حسینؑ اور فرمایا کہ
تو ہمکو قتل کرتا ہے اور نہین جانتا کہ ہم کون ہین۔
کیا جو شخص اس طرح خدا کی راہ مین شہید ہو کہ وقت ذبح ہنستا ہے اوسکی نسبت کوئی کہہ سکتا ہے کہ
مقابلہ مرگ مین اوس نے کمزوری دکھائی۔
کیا خوب لکھا ہے ابن حجر مکی نے صواعق محرقہ مین ولولا ما کادوا بہ من انھم حالوا بینہ وبین
الماء لم یقدروا علیہ اذ ھو الشجاع القرم الذی لا یزول ولا یتحول صفحہ ۱۱۸
یعنی اگر اشقیاء کوفہ و شام یہ کید نہ کئے ہوتے کہ پانی کو حضرت پر بند کر دیا تھا تو کب اوسکی قدرت اونکو تھی
کہ وہ حضرت کو شہید کرتے کیونکہ آپ ایسے بہادر تھے کہ نہ اپنی جگہ سے ہٹتے نہ پھرتے۔
جب مخالف و موالف سب نے مان لیا ہے کہ ابتداء خلقت آدم سے اسوقت تک کسی سے نیا تسلیم

دیکھا گیا کسی سے نہ ہوسکا۔ نہ یہ مصائب کسی پر پڑے جو حضرت پر گذر رہے تھے۔ اگر تذکرۂ فلسفہ شہادت
میں ہوچکا ہو تو اب زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں جنکو گون کو نوع شان حاصل کرنا ہو وہ فلسفۂ شہادت
مفت دفتر اصلاح سے طلب کریں۔

وجہ جناب سید الشہداء وہ عظیم و رتبہ ہے کہ کوئی اوسکو پہونچ نہیں سکتا۔ اگر آپنے فلسفہ شہادت میں دیکھا
ہوگا کہ امام حسین کے ایک ایک صحابی ایسے تھے جو محض لقاء پروردگار کیلئے خود وارفتہ و دلدادہ و بیقرار رہتے
اور اسی جوش میں تضرع و مطالبہ کرتے ملاحظہ ہو صفحہ ۵۲

اب ہم ادہر مسلمانان سے پوچھتے ہیں کہ مسافرت کا جواب اسطرح مہذبانہ دیا جانا چاہئے یا اوس طرح کہ آپنے دیا
یہ حضرت حسین سے مطالبہ امام حسین سے صرف اثبات خلافت ابوبکر کیلئے ہے کہ رسول خدا ابوبکر کو
نماز پڑھانے کا حکم دیتے ہیں۔

زینب بنت اسحق

امام المحدثین ابن قتیبہ دینوری نے کتاب الامامۃ والسیاسۃ صفحہ ۱۶۰ میں اس قصہ کو نہایت شرح و بسط سے
لکھا ہے جو عبد بن حبیب چلی ہے جسکا خلاصہ یہ ہے۔

یزید ایک شب بہت دیر تک بیچین و بیتاب رہا۔ اوسوقت معویہ کا غلام رفیق حاضر تھا جو یزید معویہ کی کچھ
پوچھ وشتاکرنیکے بعد کہا کہ اگرچہ اوس نے ہر طرح ہمارا خیال کیا۔ مگر اوس غم کا کوئی علاج نہ کیا جو ہمارے سینہ میں
ہے حالانکہ وہ جانتا ہے ہم کس درجہ اوسکے مطیع ہیں اور کسقدر ہمارے دل میں اوسکی محبت ہے جو احسان
ہمپر کیا۔ خدا اوسکی جزا دے اور جو کچھ قصور کیا اوسکو بخشے۔

غلام نے پہلے فہمایش کی کہ اس طرح کا شکوہ تجھے مناسب نہیں شکریہ اوسکا نہیں ادا کرسکتا جسسے
یزید کچھ شرمندہ ہوا بعدہ وہ غلام اوسی وقت معاویہ کے محل میں گیا۔ معویہ سمجھا کہ کسی خاص ضرورت
سے آیا ہے فوراً بلا لیا اور پوچھا کہ کیوں اسوقت آیا اوس نے یزید کا سارا قصہ بیان کیا۔ تو معویہ اوٹھ
بیٹھا۔ اور کہا کہ آخر ہے کونسی خواہش اوسکی نہیں پوری کی جسپر وہ اس طرح شکوہ کرتا ہے پھر فوراً
ہی یزید کو طلب کیا۔

قاعدہ یہ تھا کہ جب کوئی امر اہم پیش آتا تو معاویہ اسکو بلا بھیجتا اسی خیال سے یزید فوراً حاضر ہوا کہ کوئی
امر اہم ہوگا جب یزید داخل دربار ہوا تو معویہ نے کہا تجھے کون سے امر میں تیری کوتاہی کی۔ اور رسم

خیال کیا۔ جو تونے ایسا ایسا کہا حالانکہ ہم جس شفقت و محبت سے تیرے ساتھ پیش آتے تھے اوسکا تقاضا یہ تھا کہ تو ہمیشہ شکرگذار رہتا چہ جائیکہ تونے یہ الزام لگایا کہ ہمنے تیرے حق مین تقصیر کیا۔ فاین والی اعق منك اوا کید وقد علمت انی تخطات الناس کلهم فی تقدیمك وتزلیتهم لتولیتی ایاك ونصبتك اماما علی اصحاب رسول الله وفیهم من عرفت وحاولت منهم ما علمت تو پھر تجھسے بڑھکر کون فرزند عاق ہو سکتا ہے یا کیا دحالانکہ تو جانتا ہے ہمنے تجھے سب سے بڑا دیا اور سب کو تیرا ماتحت بنایا اور تجھے امام بنایا اصحاب رسول اللہ پر حالانکہ جانتا ہو اون مین کس کس وجہ کے لوگ ہین۔

یزید اوس وقت شرمندہ ہوا اور کہا کہ یہ سب باتین تو آپکی ایسی ہی ہین مگر ہمپر غصہ نہ کیجیے اور کفران نعمت کا الزام نہ لگایئے کیونکہ بیشک آپنے ہمارا ہر طرح خیال کیا۔ اور وہ درجے عنایت کئے جسکے ہم کسی طرح قابل نہ تھے۔ مگر ہم تو جانتے تھے کہ ان سب باتون کے ساتھ ایک عورت حسین و جمیل و صالحہ بھی ملتی۔

ارنیب بنت اسحق کے حسن و جمال کا شہرہ اور اوسکے ادب و لیاقت کا چرچہ عالمگیر ہو۔ اسلئے نہایت بیچینی سے اوسکا عشق ہمارے دل مین پیچیدہ ہوا۔ جبپر ہمارا خیال تھا کہ آپ اوسکا کچھ خیال کرینگے مگر ایسا نہوا یہانتک کہ اوسکی شادی بھی ہوگئی۔ یہی خیال تھا جو ہمارے دل مین پیچیدہ تھا۔ جس سے صبر و شکیبائی جاتی رہی اور یہ شکوہ کیا کہ آپنے ہمارے حق مین تقصیر کیا۔

معاویہ نے کہا۔ اچھا تو صبر کرو جلدی نہ کرو۔

یزید۔ اب کس بات پر ہماری تسکین دیتے ہو راہین آرزو کی بند ہوگئین (نکاح اوسکا تو ہوچکا)

معویہ تو پھر تیری وہ عقلمندی اور مروت کیا ہوئی۔

یزید اکثر ایسا ہوتا ہے کہ خواہش غالب آجاتی ہے صبر و عقلمندی پر اور اگر ایسا ہوتا کہ عشق کو تقوی یا صبر سے نفع ہوتا تو سب سے زیادہ مستحق صبر حضرت داؤد تھے۔ حالانکہ قرآن اون کا کیا حال بتا رہا ہے۔

معویہ تو پھر پہلے کیون نہ اسکو کہا۔

یزید۔ ہمکو آپکی محبت اور حسن نظر پر اعتماد تھا کہ ہر طرح خیال کرینگے۔

معویہ۔ ہان یہ سچ ہے۔ مگر اب تم اپنے راز کو چھپاؤ حلم و صبر سے کام لو کہ اس راز کے فاش کرنے سے کوئی نتیجہ نہین ملتا خدا ہر امر کو اپنی حد پر پہونچانے والا ہے اور وہی ہوتا ہے جو ہونیوالا ہے۔

یہ ارینب بنت اسحق اوس زمانہ مین حسن وجمال مین بے نظیر تھی۔ کمال وشرف و مالداری مین بھی فرد تھی۔ اوس سے عبداللہ بن سلام نے (جو قریشی تھے) اور راوسکے بنی اعمام سے عقد کیا (اسی خبر عقد سے یزید کو یہ بےچینی ہوئی)

عبداللہ بن سلام کو معویہ بھی بہت عزت کی نگاہ سے دیکھتا اور خاص طور پر اوسکا خیال رکھتا ادہر یزید کی اس عشق بازی نے اور بھی معویہ کو بےچین کر دیا۔ اور یہ سوچنے لگا کہ کون سی تدبیر کرین معویہ نے عبداللہ بن سلام کو بصرہ کا حاکم مقرر کرکے بھیجا تھا جسکے بعد یہ واقعہ پیش آیا تو فوراً ایک خط لکھا کہ تم فوراً ہمارے پاس چلے آؤ کہ نہایت سخت ضرورت ہے اور اسمین تمھارا بڑا فائدہ ہے۔

عبداللہ بن سلام جب داخل شام ہوا تو معویہ نے خاص طور پر اوسکا اعزاز واکرام کیا اور ایک مکان خاص اوسکی مہمانی کے لئے مقرر کیا۔

پھر ابوہریرہ اور ابوالدردا سے جو صحابی رسول تھے اور یہین رہا کرتے تھے۔ کہا کہ ہم چاہتے ہین اپنی لڑکی کا عقد عبداللہ بن سلام سے کردین کہ اس سے بہتر شاید کوئی لڑکا نہ ملے یہ کہکر ابوہریرہ و ابوالدردا کو عبداللہ بن سلام کے پاس بھیجا۔ اور خود محل مین جا کر اپنی لڑکی سے یہ کہا کہ جب ابوہریرہ و ابوالدردا اوہر سے پیغام لیکر آئین تو کہنا کہ عبداللہ بن سلام کی شرافت ونجابت مین تو عذر نہین مگر اوسکے ایک زوجہ ہے جسکا نام ارینب بنت اسحق ہے تو ممکن ہے ہمکو اوس سے غیرت آئے اور ایسی بات ہوجائے جو موجب غضب خدا ہو۔ لہذا جب تک وہ طلاق نہ دیگا ہم عقد نہین کرسکتے

ابوہریرہ و ابوالدردا نے جو معویہ کا پیغام پہونچایا تو وہ اسقدر خوش ہوا کہ فوراً ان دونو کو وکیل کردیا کہ جاکر نکاح کردین جب معویہ کے پاس آئے تو معاویہ نے کہا جاؤ لڑکی سے کہو اگر وہ قبول کرے تو ہم راضی ہین۔

لڑکی کے پاس جب یہ لوگ پیغام لیکر گئے تو اوس نے موافق تعلیم معویہ جواب دیا کہ جبتک وہ اپنی سابق زوجہ کو طلاق نہ دیگا ہم اس عقد کو نہین منظور کرتے۔

عبداللہ بن سلام نے جب یہ پیغام سنا اور سمجھا کہ انکو بات ہی نہیں رہی فوراً اوسی وقت طلاق دیدی اور ابوہریرہ و ابوالدرداء کو گواہ مقرر کیا۔ [illegible] ہی ہوئی ہے

ابوہریرہ و ابوالدرداء جب یہ خط طلاق معویہ کے پاس لائے۔ تو معویہ بہت بگڑا اور کہا کہ ہم تو اسکو پسند نہیں کرتے۔ اگر وہ جلدی نہ کرتا تو شاید بہتر ہوتا۔ اسوقت جاؤ پھر سمجھا جائیگا۔ اسکے بعد اس خیال سے کہ انہیں کم حیلہ کا الزام نہ آئے کہا جاؤ اوس سے کبھی پوچھ لو۔ لڑکی نے پھر تعلیم سے [illegible] ہوا یہ دیا کہ جلدی مناسب نہیں جبتک اسکی تحقیق نہ ہو جائے۔ ہم استخارہ کرینگے تو پھر دیکھا جائیگا۔

ادہر معویہ نے یزید کو سارے حال سے مطلع کیا۔ اور ادہر تمام شام میں غل پڑ گیا کہ معویہ کیسا دہوکہ دیا

وتحدث الناس بالذی کان من طلاق عبد اللہ امرءتہ قبل ان یفرغ من طلبتہ

وقبل ان یوجب اللذی کان من بعده ولحیشکوا فی عذر معویہ ایاہ

تب پھر عبداللہ بن سلام نے ابوہریرہ و ابوالدرداء کو معویہ کی لڑکی کے پاس بھیجا کہ کسی طرح فیصلہ ہو جائے۔ اوس نے کہا سالت عنہ فوجدتہ غیر ملائم ولا موافق لما ارید لنفسی مع اختلاف من استشرتہ فیہ فمنہم الناہی عنہ ومنہم الآمر بہ واختلافہم اول ما کرہت من اللہ فعلم عبد اللہ انہ خدع ص ۱۳

ہمنے جہاں تک اسکو سوچا تو ہماری طبیعت کے موافق نہیں ہے۔ اور جو چاہتے ہیں اوسکے لائق نہیں کیونکہ جس سے جس سے مشورہ کیا اوس میں موافق تھا کوئی مخالف۔ یہ اختلاف ہمکو خود مکروہ معلوم

تب عبداللہ نے جانا کہ ہمکو دھوکھا دیا گیا۔

یہ خبر تمام عالم میں مشہور ہو گئی اور ہر شخص اس حکایت کو بیان کرنے لگا قالوا خدعہ معاویہ حتی طلق امرءتہ وانما اراد ھا لابنہ فبئس من استرعاہ امر عبادہ ومکنہ فی بلادہ واشرکہ فی سلطانہ فلما بلغ معویہ ذلک من قول الناس قال لعمری ملخصہ ص ۱۳

کہ معویہ نے کیسا دھوکا دیا کہ اوس نے اپنی زوجہ کو طلاق دیا جسکی غرض یہ تھی کہ یزید کا اوس سے عقد کرے پس کسقدر برا ہے وہ شخص جسے خدا بادشاہ بنائے اور اپنی رعایا کو اوس کے سپرد کرے وہ ایسا فریب اور دھوکا دے معویہ نے جب سنا تو اپنے جان کی قسم کھائی کہ ہرگز ہمنے دھوکھا نہیں دیا۔

جب زمانہ عدہ تمام ہوا تو معویہ نے ابوالدردا کو عراق بھیجا کہ وہان جاکر ارنیب بنت اسحق سے یزید کی خواستگاری کرین۔

ابوالدردا جب وارد عراق ہوئے تو سب سے پہلے امام حسینؑ کی زیارت کو حاضر ہوئے اور اپنے اشتیاق زیارت کو عرض کیا حضرت نے بھی فرمایا کہ ہم بہت مشتاق تھے۔ اوسکے بعد آپنے ضرورت ظاہر کی کہ معویہ نے خطبہ یزید کیلئے بھیجا ہے۔ مگر چونکہ ہمنے مناسب نہ سمجھا کہ آپکی زیارت کے پہلے کوئی کام کرین لہذا ہم آپکی خدمت مین حاضر ہوئے۔ حضرت نے اس خیال پر شکریہ ادا کیا اور فرمایا کہ ہمکو بھی اسکے نکاح کا خیال تھا اگر چاہتے کہ تمھارا ہی سا کوئی شخص ہوتا تو اوسکے ذریعہ سے پیغام بھیجتے۔ تو تم ہمارا پیغام بھی کہنا اور جسقدر مہر معویہ دیگا وہی ہم بھی دینگے۔ دیکھو یہ ہماری امانت ہے تمھاری گردن مین۔

ابوالدردا جب ارنیب بنت اسحق کے یہان گئے تو پہلے یزید کی خواستگاری کو بیان کیا۔ وہان جناب امام حسینؑ کا بھی پیغام دیا پہلے تو وہ دیر تک چپ رہی پھر کہا یہ ایسا موقع ہے کہ اگر تم نہ ہوتے تو ہم تمکو بلوا بھیجتے اب تم آئے ہو تو ہمنے بالکل تمھاری رای پر اس معاملہ کو چھوڑ دیا جسکو پسند کرو اوس سے نکاح کر دو۔ خدا کے بعد تم ہمارے امر کے مختار ہو جس شخص کو خدا کی مرضی کے مطابق پاؤ اوسکو اختیار کرو خواہش نفس کو اسمین دخل نہ دو۔ ابوالدردا نے کہا ہمارا کام پیغام پہونچانا تھا۔ اختیار کرنا تیرا کام ہے۔ ارنیب نے کہا یہ نہین ہوسکتا ہم تمھارے بھائی کی بیٹی ہین۔ چاہیے کہ کلمہ حق کہنے مین کسی کا خوف تمکو نہ ہوسکے۔

ابوالدردا جب ہر طرح مجبور ہوے تو کہا اے بیٹی فرزند رسول ہمکو زیادہ پسند ہے کہ خود رسول اللہ کو دیکھا ہے اونکے لبونکو چوستے تھے لہذا تو بھی اپنا لب وہین رکھ جہان رسول اللہ لب رکھتے تھے۔

ارنیب نے کہا ہم بھی راضی ہین تم حضرت سے نکاح کر دو۔ چنانچہ نکاح پڑھا گیا اور حضرت کی زوجیت مین داخل ہوئین۔

یہ خبر جب معویہ کو ملی کہ ابوالدردا نے ایسا کیا تو نہایت سخت گذرا اور بہت ہی ملول ہوا اور کہا ہم ابوالدردا پر کیا اعتراض کرین قصور تو خود ہمارا ہے کہ ایسے بیدار احمق کو ایسا کام سپرد کیا۔

عبداللہ بن سلام نے جب ارنیب سے عقد کیا تھا تو چند لوٹے موتی کے اوسکو دئے تھے جو [illegible] مایہ و بضاعت تھا۔ معویہ نے اسوجہ سے کہ کسی کی وجہ سے وہ بدنام ہو [illegible] اگر [illegible]

جو اسرو انعام کو بند کر دیا جو عبد اللہ بن سلام کو دیا کرتا تھا جس سے وہ نہایت بدحال ہوا اور روز بروز معویہ کا غضب اوس پر تیز ہوتا تھا جس سے ملک شام سے کوچ کا ارادہ کیا۔

جب گھر آیا تو اب یہ فکر ہوئی کہ ارنیب سے وہ مال کیونکر لین کیونکہ مینے اوس پر ظلم کیا ہے بلا جرم و بلا قصور مینے طلاق دیا تو اب کب امید ہے کہ وہ اقرار کریگی۔

پہلے تو وہ خدمت مین جناب امام حسینؑ کے حاضر ہوا اور سارا قصہ بیان کیا اوسکے بعد موتی کی بدرہ کا بھی حال کہا کہ مینے اوسکو چند بدری موتی رکھنے دیے تھے جو ہماری ساری بضاعت تھی۔

حضرت نے اوس وقت تو سکوت کیا جب داخل دولتسرا ہوے تو ارنیب سے سارا حال عبد اللہ بن سلام کے آنیکا بیان کیا اور یہ کہ وہ تیرا بطرح طرح ہے اور یہی کہتا ہے کہ کچھ مال تیرے پاس امانت رکھ گیا تھا تو اوسکو ادا کر دو۔

ارنیب نے تصدیق کی کہ بیشک اوسکا مال اوسی طرح ہمارے پاس موجود ہے بیواسکی مہر بھی ہے مینے اوس میں کسی طرح کا تصرف نہین کیا۔ حضرت نے عبد اللہ بن سلام سے کہا کہ وہ تیرے مال کا اقرار کرتی ہے تم چلکر اپنا مال اپنے ہاتھ سے اوس سے لے لو۔

عبد اللہ بن سلام نے کہا آپ حکم دیجیے کہ وہ بھیجدے حضرت نے فرمایا کہ نہین تو خود چل کر اپنا مال لے کہ وہ تیرے سامنے بری الذمہ ہو جائے۔

بعدہ حضرت اندر تشریف لیگئے اور فرمایا کہ یہ عبد اللہ بن سلام آیا ہوا ہے جو اپنی امانت چاہتا ہے تو اسکی امانت ادا کر دو جس طرح لیا تھا۔ ارنیب نے وہ بدری سامنے اوسکے رکھدی اور کہا کہ یہ تیرا مال ہے جسپر عبد اللہ بن سلام نے اوسکا شکریہ ادا کیا اور مدح و ثنا کی۔ اور امام حسینؑ باہر تشریف لائے۔

عبد اللہ نے اپنا بدرہ کھولا اور کچھ موتیان نکالکر ارنیب کو دین اور کہا کہ مجھسے کچھ حق تمھارا ادا نہ ہو سکا اس قلیل معاوضہ کو قبول کرو اور رونے لگے کہ آواز گریہ بلند ہوئی۔

اس صدمہ مفارقت پر

جناب امام حسینؑ بیرون در سے دونوں کے رونے کی آواز سنکر اندر تشریف لائے اور فرمایا کہ ہم خدا کو گواہ کرتے ہین کہ مینے اس عورت کو طلاق دیا اور وہ خوب جانتا ہے کہ مجھے بجمال حسن و جمال

نہین عقد کیا تھا بلکہ اس خیال سے کہ وہ اپنے اصلی شوہر پر حلال ہو جائے خداوند تو اسکا اجر ہم کو عطا فرما اور جو کچھ مہر دیا تھا اوس مین سے ایک حبہ نہ لیا ہر چند عبد اللہ بن سلام نے بہت اصرار کیا مگر حضرت نے قبول نہ فرمایا۔

اسکے بعد عدہ تمام ہونے پر عبد اللہ بن سلام نے پھر عقد کیا اور دونو نہایت خوشی آرام سے رہنے لگے اور یزید محروم رہا صفحہ ۳۱۹

نوٹ - روایات مشہورہ سے ہے کہ ہند زوجہ یزید پہلے زوجیت جناب امام حسین مین داخل تھی اور تاریخ کامل مین صرف اسقدر ہے فسمعت الحدیث ھند بنت عبد اللہ بن عامر بن کریز وکانت تحت یزید فتقنعت بثوبہا وخرجت صفحہ یعنی ہند بنت عبد اللہ بن عامر بن کریز جو زوجیت یزید مین داخل تھی وہ اس خبر شہادت کو سنکر باہر نکل پڑی - لہذا ارباب علم سے امید ہے کہ اسکی تحقیقات کرینگے -

آخری فیصلہ اہلحدیث الحمد للہ کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے نوین برس جاکر امر حق کا اقرار کر لیا کیونکہ وہ اپنے جلد ۹ مورخہ ۱۲ ذیقعدہ ۱۳۳۲ھ مین لکھتے ہین "آپ سمجھا انہین منصوص خلیفہ منتخب سے ہمیشہ مقدم ہوتا" صفحہ ۵ کالم ۳

جسکے بعد اب کوئی تکرار نہین رہی - کیونکہ اصلاح بابت جلد ۱۲ کی عبارت تاریخ طبری صفحہ ۱۷۱ کو فایکم یوازرنی علی ھذا الامر علی ان یکون اخی ووصی وخلیفتی فیکم قال فاحجم القوم عنہا جمیعا وقلت وانی لاحدثہم سنا وارمصہم عینا واعظمہم بطنا واحمشہم ساقا انا یا نبی اللہ اکون وزیرک علیہ فاخذ برقبتی ثم قال ھذا اخی ووصی وخلیفتی فیکم فاسمعوا لہ واطیعوا کہ خدا نے ہمکو حکم دیا ہے کہ تمھاری دعوت کرین اسکی طرف تو کون تم سے ہماری وزارت قبول کرتا ہے اس امر میں اس شرط پر کہ وہ ہمارا بھائی - وصی خلیفہ ہو تو کسی نے نہ مانا مگر جناب امیر نے کہا کہ آپکے وزیر ہوتے ہین تو حضرت نے فرمایا یہ میرا بھائی - وصی خلیفہ ہے تمھین اسکا کہنا ماننا اسکی اطاعت کرو۔

اسکے نسبت اڈیٹر صاحب اہلحدیث دو تین برس کی سرگرانی پر ۱۵ شعبان ۱۳۳۲ھ کے اہلحدیث مین لکھتے ہین جواب تاریخ طبری کا حوالہ صفحہ ۱۹۱ جلد ۲ صفحہ ۷۰ یہ مضمون ہے بہرحال ہم تسلیم کرتے ہین کہ مضمون ہے x x بروایت طبری اور کامل اس روایت کیساتھ ہی یہ الفاظ بھی ہین - کہ کفار عرب سے مخاطب ہوکر آنحضرت نے فرمایا

"علی میرا خلیفہ ہے" ملاحظہ

جس سے باقرار اڈیٹر صاحب خلیفہ **منصوص** ہونا جناب امیر کا ثابت ہوا اور وہ روز جو اول روز اعلان نبوت تھا پھر اسی نمبر میں لکھتے ہیں "اہلسنت کا مذہب ہے کہ نصب خلیفہ امت پر فرض ہے"۔

تو اب اڈیٹر صاحب کے اس آخری فیصلہ سے منصوص خلیفہ منتخب سے ہمیشہ مقدم ہوتا ہے "کیا نتیجہ نکلا غور فرمائیے کیونکہ باقرار مولوی صاحب جناب امیر خلیفہ **منصوص** ہیں۔ اور ابوبکر خلیفہ **منتخب**۔

اڈیٹر صاحب نے اصلاح ۲ کا جو جواب دیا تھا کہ اس میں مراد خلافت فی التبلیغ ہے اوسکا جواب ۱۰ میں ہو چکا ہے جسکا جواب پھر آج تک نہ ممکن ہوا

شماتت حاسد۔ اصلاح ۱۱ صفحہ میں جو ہم نے قوم کی توجہ کیلئے لکھا تھا کہ روپیہ نہ ملنے کی وجہ سے اس سال سے موقوف کر دی گئی اس پورے مضمون کو بعنوان۔ اصلاح کی حالت زار اور اپیل قابل توجہ مومنین "اہلحدیث" مورخہ ۱۴ ر دیکھیے کے ساڑھے چار کالم میں نقل کیا ہے اوسکے بعد لکھتے ہیں "افسوس ہے مومنین شیعہ پر۔ قوم اور معین علی ہدم الاسلام کی کوئی قدر نہیں کرتے ہمیں خطرہ ہے کہ اڈیٹر صاحب اصلاح شیعوں کی ایسی سرد مہری دیکھ کر اصلی معنی میں اصلاح الکلام شروع کردینگے جسکو دو مختصر لفظوں میں یوں سمجھیے کہ آپ شیعہ سے سنی اور پھر اہلحدیث ہو جائینگے پھر شیعوں کو قدر معلوم ہوگی اور وہ پچھتائینگے کہ ہمارا نامہ کہاں گیا تو ہمت نہ ہار۔ شیعہ تو ایسا ہونے دینے سے متمنی ہونگے اور وہ اس پر آمادہ ہونگے "ترحس کم جہان پاک" لیکن ایسے ویسے نئی روشنی کے دلدادہ کا اعتبار نہیں۔ آہ ہم افسوس کرتے ہیں کہ ہم اپنے دوست کی اس مصیبت میں کوئی خدمت نہیں کر سکتے یہی کر سکتے ہیں کہ انکے دست سوال کی اپیل کو مومنین تک پہونچائیں چنانچہ پہونچا دی دل انکے قبضہ میں ہے۔ خدا ہمارے معزز دوست کی مشکلات آسان فرما دے اور انکو قیامت کے عذاب اور بالحد تو ابعد لشے عتاب سے محفوظ رکھے۔ اینی عا از من و از جملہ جہان آمین باد"۔

اصلاح۔ اس عبارت کو پڑھیے۔ اور غور کیجیے کہ کیا آپکی ہمت اسکو گوارا کر سکتی ہے کہ ایسے کلمات دلخراش سنیں آپکو یاد ہوگا کہ جب جناب امیر مبتلائے مصیبت رسول اللہ ہوئے تھے تو ابوبکر صاحب نے فرمایا تھا مالی رایتک متحازنا کیون تم غمگین نظر آتے ہو پھر کیونکر ممکن ہے کہ اڈیٹر صاحب اوس سنت بکری کو نہ ادا کریں۔

حضرت صفیہ عمہ رسول حضرت کے فرزند کے غم میں رو رہی تھیں اور تسکین رسول چپ ہوئیں تو عمر صاحب نے کہا کہ ان قرابتک من محمد لا تغنی عنک من اللہ شیئا صواعق محرقہ صفحہ ۱۳۱ اصلاح جلد ۱۰ صفحہ ۲۳ ملے

انکو قرابت محمد سے کوئی نفع نہ پہونچیگا پھر ہم اڈیٹر صاحب کی کیا شکایت کر سکتے ہیں۔ ما احدثوا بعدک کو تو لکھا مگر اسی حدیث کی ابتدائی جملہ اصحابی اصحابی فیقال انک لا تدری ما احدثوا بعدک کو اڑا دیا کہ حضرت نے فرمایا ہم عرض کرینگے یہ تو میرے اصحاب ہیں (جو جہنم میں کیوں جاتے ہیں) تو حکم باری ہوگا تم کیا جانو انہوں نے بعد تمہارے کیا بدعتیں کیں۔

اگر مومنین کے دل میں اس تحریر اڈیٹر اہلحدیث سے کوئی درد پیدا ہو تو صرف یہی علاج ہے کہ خریداران اصلاح ۱۳۳۱ھ اپنا چندہ بذریعہ منی آرڈر بھیج دیں۔ اور اگر خدانخواستہ انکار ہو تو کارڈ کے ذریعہ سے مطلع کریں۔ ورنہ مجبوری سے وی پی بھیجا جائیگا

ہو کہ پھر ایسی تحریر جگر خراش سے سامنا نہو۔ والسلام

تھی۔ آپ نہایت درجہ صابر تھیں۔ آپ نہایت درجہ سخی تھیں۔ کبھی سائل آپکے در دولت سے بغیر کچھ پائے واپس نہیں گیا۔ تین تین دن روزے پیہم گذر جاتے تھے۔ کھانا پاس رکھا ہوا ہے۔ افطار کا وقت قریب ہے۔ سائل سوال کرتا ہے فوراً اوسیوقت تمام کھانا سائل کو دیدیا جاتا ہے۔ صرف پانی سے افطار فرمالیتی ہیں۔ یہ حالت ایک ہی دن نہیں بلکہ تین تین روزے پیہم بغیر کچھ کھائے گذر جاتے تھے۔ آپ اپنے شوہر جناب علی مرتضیٰ کی نہایت درجہ مطیع تھیں۔ اپنے شوہر کے احکام اپنے اوپر واجب جانتی تھیں۔

ربیع المتون اردو ترجمہ جلاء العیون۔ تاریخ الانبیاء حصہ دویم۔ السیدہ مصنفہ مولوی حسن میاں صاحب پھلواروی۔

اخلاق جناب علی مرتضیٰ امام اوّل بن ابوطالب بن عبد المطلب

سنہ ۳۰ عام الفیل مطابق ۶۰۰ء۔ سنہ ۴۰ھ مطابق ۶۶۰ء

اقوال درستی اخلاق

فرماتے ہیں کہ جسطرح سے رنگ برنگ کے زیوروں سے عورت کا حسن دوبالا ہوجاتا ہے اسیطرح سے انسان کی خوبی اخلاق وآداب بھی دوگنی ہوجاتی ہے۔

"آداب اخلاق دو نو زیور ہیں" نیرنگ فصاحت اردو ترجمہ نہج البلاغہ صفحہ ۹۶

ہدایت ہو رہی ہے کہ تملوگوں سے اس طرح طرز معاشرت اختیار کرو کہ لوگ تمھاری ملاقات کا اشتیاق رکھیں اور بعد تمھارے مرنیکے تمکو یاد کرکے روئیں۔

"تملوگوں کے ساتھ اس طرح طرز معاشرت اختیار کرو کہ اگر تم مرجاؤ تو لوگ تمپر آنسو بہائیں اور اگر زندہ رہو تو تم سے میل جول کا اشتیاق رکھیں" نیرنگ فصاحت اردو ترجمہ نہج البلاغہ صفحہ ۹۶

ہدایت ہو رہی ہے کہ جسطرح سے کہ جالیں بوجہ دانے کے پرندے پھنس جاتے ہیں اسی طرح سے بشاشت و خوشخوئی سے دوستوں کو ولکا شکار کیا جاتا ہے۔ یعنی جس طرح سے کہ پرندے بوجہ دانے کی جالیں آجاتے ہیں اسی طرح بشاشت و خوشخوئی سے دوست حلقہ بگوش ہوجاتے ہیں۔

"بشاش اور خوش رو رہنا دوستی کا جال ہے" نیرنگ فصاحت اردو ترجمہ نہج البلاغہ صفحہ ۹۶

نصیحت فرماتے ہین کہ بردباری اختیار کرو جسطرح سے قبیلہ والے شر دشمن سے بچے رہتے ہین اسیطرح سے بردبار شخص تمام آفات سے محفوظ رہتا ہے۔

"بردباری ایک عشرہ قبیلہ ہے" نیرنگ فصاحت اردو ترجمہ نہج البلاغہ صفحہ

ہدایت ہورہی ہے کہ قناعت کی عادت اختیار کرو۔ قانع کبھی ہوس نہین کرتا اسوجہ سے کبھی اوسکی آرزوئنکا خون نہین ہوتا جس شخص کی آرزوئین دراز ہوتی ہین اوسکی کبھی آرزوئین پوری نہین ہوتین اور جسکی آرزوئین پوری نہین ہوتین اوسکی جسمانی صحت بھی اچھی نہین رہ سکتی جسکی وجہ سے انسان کا قوام زندگی اعتدال پذیر نہین رہ سکتا۔

"قناعت ایک ایسا مال ہے جسمین بربادی اثر نہین کرتی" نیرنگ فصاحت اردو ترجمہ نہج البلاغہ صفحہ

فرماتے ہین کہ آپس مین محبت پیدا کرو۔ قرابت محبت کی محتاج ہے کہ محبت قرابت کی محتاج ہو اسوجہ سے کہ اولاد کی ظاہر المحبت بوجہ قرابت کے ہوتی ہے اگر اولاد کو والدین کی الفت نہین ہے یا والدین کو اولاد کی محبت نہین ہے تو اسوقت قرابت کا عدم وجود برابر ہوجاتا ہے۔ اسلئے ثابت ہوگیا کہ قرابت محبت کی محتاج ہے نہ یہ کہ محبت قرابت کی۔

"بیٹون کے ساتھ باپ کی محبت قرابت کی وجہ سے ہے اور قرابت محبت کی زیادہ محتاج ہے بہ نسبت اسکے کہ محبت قرابت کی محتاج ہو" نیرنگ فصاحت اردو ترجمہ نہج البلاغہ صفحہ

ہدایت ہورہی ہے کہ دوست و دشمن کیساتھ خلق و مدارات سے پیش آؤ۔

"اپنے دوست سے خلق و مدارات کیساتھ دوستی کرو شاید کسی دن یہ تیرا دشمن ہوجائے۔ اپنے دشمن سے دشمنی کرو مگر خاطر و مدارات کا پہلو لئے ہوئے کیونکہ شاید کسی دن تیرا دوست ہوجائے" نیرنگ فصاحت اردو ترجمہ نہج البلاغہ صفحہ

فرماتے ہین کہ جسکی طبیعت احسان کرنے کی طرف مائل ہوتی ہے اوسکے دوست بھی بکثرت ہوجاتے ہین۔

"جس شخص کی لکڑی (دل) نرم ہو اسکی شاخین (دوست) بہت ہوتی ہین" نیرنگ فصاحت اردو ترجمہ نہج البلاغہ صفحہ

ہدایت ہو رہی ہے کہ سچ بولو:-

"سچ بولنے والا نجات رستگاری اور کرامت کے کنارے پر بیٹھا ہے"۔

الکرار صفحہ ۲۲۰

فرماتے ہیں کہ بخل تمام برائیوں کا سرتاج ہے۔ بخیل دین و دنیا میں کوئی عزت نہیں پا سکتا۔ ایک صفت بخل ہزار نیک اعمال کو چھپا دینے والی چادر ہے:-

"بخل تمام عیوب کا جامع ہے۔ وہ ایک ایسی مہار ہے جسے ہر ایک خصلت بد کی طرف کھینچا جاتا ہے"۔ نیرنگ فصاحت اردو ترجمہ نہج البلاغہ صفحہ ۲۲۳

ہدایت ہو رہی ہے کہ بخیلوں سے سوال نہ کرو سائل کو محروم نہ کرو:-

"بخیلوں سے سوال کرنکی بہ نسبت موت نہایت ہی شیریں ہے۔ تھوڑی سی بخشش و عطا سے شرم نہ کر کیونکہ سائل کو بالکل محروم کر دینا اس قلیل بخشش سے بھی کم مرتبہ ہے"۔

نیرنگ فصاحت اردو ترجمہ نہج البلاغہ صفحہ ۲۳۹

نصیحت فرماتے ہیں کہ جسنے دغا بازی یا ظلم سے دوسرے پر کامیابی یا فتح اس دنیا میں حاصل بھی کی ہو وہ درحقیقت کامیابی یا فتح نہیں بلکہ مغلوب ہونا ہے جسکا عالم آخرت میں اوسکا نتیجہ خراب ہے:-

"جس شخص نے گناہ کے سبب سے فتح حاصل کی ہے (فی الحقیقت) فتح نہیں پائی۔ جو ظلم و ستم کیساتھ غالب ہوا وہ (حقیقۃً) مغلوب ہے"۔ نیرنگ فصاحت اردو ترجمہ نہج البلاغہ صفحہ ۲۳۱

فرماتے ہیں کہ دوست بھی تین قسم کے ہوتے ہیں اور دشمن بھی تین قسم کے:-

"تیرے دشمن تین قسم کے ہیں ویسے دوست بھی تین طرح کے۔ دوست تو یہ ہیں ایک تو تیرا دوست دوسرے تیرے دوست کا دوست تیسرے تیرے دشمن کا دشمن۔ اور دشمن یہ ہیں ایک تو تیرا دشمن دوسرے تیرے دوست کا دشمن تیسرے تیرے دشمن کا دوست"۔ نیرنگ فصاحت اردو ترجمہ نہج البلاغہ صفحہ ۲۲۹

فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص تمہارے احسان کا شکریہ ادا نہیں کرتا ہے تمکو لازم نہیں ہے کہ احسان سے پرہیز کرو۔ اگر کوئی احسان مند تمہارا شکریہ ادا کرے تو تمکو اوسکی اظہار شکوری کی ضرورت نہیں۔

خداوند کریم تمہارا شکریہ ادا کرتاہے جسنے تم سے کوئی فائدہ حاصل نہین کیاہے:-

"جو شخص احسان کرنے پر تیرا شکریہ نہین ادا کرتا تجھے اس کے سبب احسان پر نیز نہین کرنا چاہیے۔ کیونکہ تیرے ہر احسان کا وہ (خدا) شکریہ ادا کریگا جسنے تجھسے کسی قسم کا فائدہ حاصل نہین کیا اور اس شکریہ کرنیکے سبب وہ نفع بلکہ اس سے بھی زیادہ تجھکو ملجائیگا۔ جسے کفران نعمت کرنے والے نے ضایع کردیا تھا اور خداوند عالم احسان کرنے والونکو دوست رکھتاہے،، نیرنگ فصاحت اردو ترجمہ نہج البلاغہ صفحہ ۵۱۵-۵۱۶

ہدایت ہورہی ہے کہ بردباری اختیار کرو۔ اسوجہ سے کہ جاہل کے مقابلہ مین بردبار شخص کے زیادہ مددگار ہوجاتی ہیں اگر تجھمین بردباری نہین ہے تو بردبارون کا ہم جلیس ہوجا اسوجہ سے کہ طبیعت کا جبلی خاصہ ہے کہ جس قسم کی جلسہ مین آدمی اوٹھتا بیٹھتاہے اوسمین وہی خاصتین پیدا ہوجاتی ہین جو اوس جلسہ کے آدمیون کی ہوتی ہے۔

"بردبار کے علم کا پہلا بدلہ یہ ہے کہ جاہل کے مقابلہ پر (عام) لوگ اسکے مددگار ہوجاتے ہین اگر تو بردبار نہین ہے تو بردبارون کی سی صفات اختیار کر کیونکہ جو شخص جس گروہ کے مشابہ ہوتاہے اسی گروہ کا ایک فرد ہوجاتاہے،، نیرنگ فصاحت اردو ترجمہ نہج البلاغہ صفحہ ۵۱۶

نصیحت فرماتے ہین کہ سخاوت وہی کہ بغیر سوال کئے ہوئے دیجائے۔ اوسکو سخاوت نہین کہہ سکتے جو بعد سوال دیکیا وے:-

"سخاوت یہ ہے کہ سوال سے پہلے دیجائے اور وہ عطا جو سوال کے بعد ہو سخاوت نہین بلکہ وہ حیا ہے اور لوگون کے ملامت کے ڈر سے واقع ہوتی ہے،، نیرنگ فصاحت اردو ترجمہ نہج البلاغہ صفحہ ۵۳۹

ہدایت ہورہی ہے کہ علم حاصل کرو:-

"ہر ایک برتن جسمین کوئی چیز جسقدر ڈالی جائے اُسیقدر تنگ ہوتا چلا جاتاہے مگر ظرف علم مین جسقدر زیادتی کروا تنا ہی وسیع ہوگا،، نیرنگ فصاحت اردو ترجمہ نہج البلاغہ صفحہ ۵۴۱

فرماتے ہین کہ علم مال سے بہتر ہے۔ مال خرچ کرنے سے کم ہوتاہے مگر علم خرچ کرنے سے بڑھتاہے بلکہ بعد فنا بھی علم

انسان کا نام ہزاروں برس تک صفحۂ دنیا پر قائم رکھتا ہے۔

"اے کمیل! علم مال سے بہتر ہے کیونکہ مال کی تجھے حفاظت کرنی پڑتی ہے اور علم خود تیری حفاظت کرتا ہے۔ مال خرچ کرنے سے کم ہوگا۔ علم کو جتنا ہی خرچ کروگے اتنا ہی بڑھتا جائیگا مال کا پروردہ یافتہ زوال مال کے ساتھ ہی فنا ہوجاتا ہے (مگر پروردہ علم کی یہ شان نہیں۔)"

فرماتے ہیں کہ علم محتاج مال نہیں بلکہ مال حاجتمند علم ہے۔ یعنی بغیر علم مال و دولت کا حصول اور قیام غیر ممکن ہے۔

"علم حاکم ہے اور مال محکوم علیہ" نیرنگ فصاحت اردو ترجمہ نہج البلاغہ صفحہ ۵۰۹

فرماتے ہیں کہ عمل بد جسکی مدت فنا ہوجاتی ہے مگر اوسکی سزا عالم آخرت میں ضرور ملتی ہے۔ عمل نیک جسکی تکلیف بمقابلہ بعید مٹ جاتی ہے مگر اوسکا ثواب عالم آخرت میں ضرور ملتا ہے۔

"ان دو کاموں میں کسقدر فرق ہے۔ ایک عمل تو وہ ہے جسکی مدت فنا ہوجاتی ہے مگر اسکی تکلیف باقی رہجاتی ہے دوسرا عمل وہ ہے جسکی تکلیف مٹ جاتی ہے اور اجر ثواب باقی رہجاتا ہے" نیرنگ فصاحت اردو ترجمہ نہج البلاغہ صفحہ ۵۰۲

ہدایت ہورہی ہے کہ بخل کی عادت سے پرہیز کرو۔

"میں بخیل کی حالت پر تعجب کرتا ہوں کہ وہ فقر و فاقہ جس سے وہ گریز کرتا ہے اوسیکی طرف نہایت عجلت کیساتھ رخ کر رہا ہے۔ وہ تونگری جسکا وہ طالب ہے اسی کو کھوئے دیتا ہے وہ دنیا میں فقیروں کی سی زندگی بسر کرتا ہے اور آخرت میں امیروں کیطرح حساب دینے کے لئے تیار ہے" نیرنگ فصاحت اردو ترجمہ نہج البلاغہ صفحہ ۵۰۲

ہدایت ہورہی ہے کہ تکبر کی عادت سے پرہیز کرو۔

"مجھے متکبر کی حالت پر سخت تعجب ہے جو کل تو ایک قطرۂ منی تھا اور بروز فردا (انتقال کے بعد) ایک گندہ مردار ہوجائیگا" نیرنگ فصاحت اردو ترجمہ نہج البلاغہ صفحہ ۵۰۴

ہدایت ہورہی ہے کہ حسد نہ کرو۔ حاسد کی جسمانی صحت قائم نہیں رہتی اسوجہ سے کہ حسد کا اثر دماغ اور قلب پر پڑتا ہے جسکی وجہ سے دماغ اور قلب ضعیف ہوجاتے ہیں۔

"حسد نہ کرنے کے سبب سے جسم کی صحت قائم رہتی ہے" نیرنگ فصاحت اردو ترجمہ نہج البلاغہ صفحہ ۵۱۲

فرمارہے ہین کہ ظالم کو قیامت کا دن سخت ہوگا بہ نسبت اوس دن کے کہ جو ظلم مظلوم پر ظالم کے ہاتھون سے گذرے ہین ۔

"عدل و انصاف کا دن ظالم پر مظلوم کے ستم رسیدہ ہونے کے دن سے زیادہ سخت ہوگا"

نیرنگ فصاحت اردو ترجمہ نہج البلاغہ ص۲۳۵

ہدایت ہو رہی ہے کہ جسوقت تو اپنے دشمن پر غالب آجاوے تو اس شکریہ مین کہ مین دشمن پر غالب آگیا اپنے دشمن کو معاف کر دے ۔

"جسوقت تو دشمن سے انتقام لینے پر قادر ہو جائے تو اس امر کے شکریہ مین معاف کر دے کہ تجھے اس سے انتقام لینے کی قدرت حاصل ہو گئی" نیرنگ فصاحت اردو ترجمہ نہج البلاغہ ص۲۳۶

حارث ہمدانی کو ہدایت ہو رہی ہے کہ فاسقون کی مصاحبت سے پرہیز کر اسواسطے کہ خربوزہ کو دیکھکر خربوزہ رنگ بدلتا ہے ۔

"فاسقون کی مصاحبت سے پرہیز کر کیونکہ شرارت شرارت سے ملحق ہے" نیرنگ فصاحت اردو ترجمہ نہج البلاغہ ص۲۹۴

جناب امام حسن مجتبیٰ کو نصیحت فرما رہے ہین کہ نادان ۔ بخیل ۔ فاجر ۔ کاذب کی دوستی و ہمنشینی سے پرہیز کرو ۔

"اے بیٹا! نادان کی دوستی سے پرہیز کر کیونکہ وہ تجھے نفع پہونچانے کا ارادہ کرتا ہے مگر نادانی کی وجہ سے تجھے نقصان پہونچا دیتا ہے ۔ بخیل کی دوستی سے حذر کر کیونکہ جب تجھے اسکے مدد کی احتیاج ہوگی وہ فوراً تیری اعانت سے دست بردار ہو جائیگا ۔ فاجر کی دوستی سے بچتا رہ کیونکہ وہ ایک تھوڑی سی قیمت کے بدلے تجھے بیچ ڈالیگا (تھوڑی سی لالچ سے تیری دوستی کو خیرباد کہدیگا) کاذب کی دوستی سے بچتے رہنا کیونکہ دروغگو سراب کی مانند ہے ۔ نیز وہ مطلوب جو تجھ سے دور ہے اسے تیرے نزدیک کرتا ہے اور وہ مطلوب جو قریب ہے اسے بعید کر دیتا ہے" نیرنگ فصاحت اردو ترجمہ نہج البلاغہ ص۲۸۱

جناب امام حسن مجتبیٰ کو نصیحت فرما رہے ہین کہ جو چیز اپنے نفس کیلئے پسند کرے وہی دوسرون کے لئے بھی اور جو چیز اپنے لئے نہین وہ دوسرون کے لئے بھی نہین ۔

"اے فرزند! تو اپنے اور اپنے غیر کے درمیان اپنے نفس کو ترازو بنالے۔ اور اپنے غیر کے لئے بھی اسی چیز کو اچھا سمجھ جسے اپنے نفس کے لئے اچھا سمجھتا ہے اور اس چیز کو اس کے واسطے مکروہ خیال کر جسے اپنے نفس کے لئے مکروہ خیال کرتا ہے۔ کسی پر ظلم نہ کر جیسا کہ تو اپنے لئے مظلومیت کو پسند نہیں کرتا۔ احسان کر جیسا کہ تجھے مرغوب ہے کہ تیرے ساتھ احسان کیا جائے اپنے نفس کی عیب چینی کر جیسا کہ اپنے غیر کی قباحتوں کو تلاش کرتا ہے لوگوں کی طرف سے اس چیز پر راضی رہ جس پر کہ تو اپنے نفس کی طرف سے ان لوگوں کے واسطے خوشنود رہتا ہے" نیرنگ فصاحت اردو ترجمہ نہج البلاغہ ص۲۱۲

دشمن کی فوج کیساتھ ترحمانہ خیال

مقام صفین پر دشمن مقابلہ کیواسطے تلا ہوا ہے دشمن کو نصیحت فرما رہے ہیں وہ بندگان خدا کے خون سے ہاتھ دھوتا، دشمن نہیں مانتا۔ آپکی فوج پر تیر برسا رہا ہے حضرت کی فوج عرض کر رہی ہے "اجازت دیجئے" مگر آپ فرما رہے ہیں "صبر کرو۔ ذرا ٹھہرو۔ شاید یہ قوم راہ راست پر آجاوے" دشمن نہیں مانتا آخر مجبور ہو کر اپنی فوج سے مخاطب ہوئے:

"سپاہیو! جب تک تمہارا دشمن لڑائی میں ابتدا نہ کریں ہرگز تم اپنی طرف سے لڑائی شروع نہ کرنا، (دلیل یہ کہ تم حق پر ہو کیونکہ الزام قتل عثمان بالکل غلط ہے) دوسرے یہ کہ جب تمہارے دشمن تمہارے قتل پر آمادہ ہو کر تم پر حملہ کرینگے اسوقت تمہیں اپنی جان کا بچانا فرض ہوگا۔ جو بے لڑے ممکن نہیں۔ اب اگر تم لڑو گے پر لڑائی منعقد ہوئی۔ اگر خدا انکو شکست دے تو بھی کسی بھاگتے ہوئے کا تعاقب نہ کرنا کسی بے دست و پا کو نہ ستانا۔ کسی زخمی کو قتل نہ کرنا۔ دشمن کی عورتیں اگر تمکو گالیاں دیں تمہاری طرف داروں کو [?] قید کریں صبر کرنا اور انکو اذیت نہ دینا کیونکہ عورتوں کی عقل ضعیف ہوتی ہے"

نیرنگ فصاحت اردو ترجمہ نہج البلاغہ ص۳۸۰ - آکار [?] ص۶۳ - المعارف ص۱۹۱
سراج المبین [?] ص۲۱۲ - نیرنگ [?] ... ہیکلائین [?] ... فال [?] ...

ایک اعلیٰ قسم کی انسانی ہمدردی

(ایثار)

جمل کے میدان جنگ میں آپ کھڑے ہیں۔ میدان جنگ گرم ہو چکا

آپکو پیاس معلوم ہو رہی ہے۔ خادم سے پانی طلب کر رہے ہیں۔ خادم شہد کا شربت لئے ہوئے حاضر ہے۔ اوسمین سے ایک گھونٹ نوش فرما رہے ہیں۔ آپکی مروت آپکے اخلاق نے آپکی ہمدردی میں جوش پیدا کر دیا ہے۔ دشمن کی فوج کا خیال دلمین آگیا ہے۔ افسوس سے سرد آہ کھینچ رہے ہیں۔ فرما رہے ہیں:۔

"افسوس یہ قوم اس شہر مین غریب اور پیاسی کھڑی ہے"

عبداللہ ابن جعفرؓ آپکے پہلو مین کھڑے ہین۔ جناب علی مرتضیٰؑ سے گذارش کر رہے ہین:۔

"اے چچا آپکو ابتک اسکا خیال ہے۔ انکی ایسی سخت عداوت اور آپکی ایسی مروت"

حیدر کرار یہ گفتگو سنکر بیچین ہو جاتے ہین۔ فرما رہے ہین "تیرے چچا کے سینے مین ہرگز کچھ بھی دنیا کے باتون کا خیال نہین" تاریخ مسعودی مصری صفحہ ۲۵ سراج المبین فی تاریخ امیر المومنین صفحہ ۲۶ الکرار صفحہ ۲۹۳

اپنے قاتل پر رحم

ہدایت ہو رہی ہے کہ دشمن کے ساتھ وہ برتاؤ کرو جو کہ اپنے دوست کے ساتھ۔ خود بھی اوسپر عمل کر رہے ہین تاکہ نصیحت پورا اثر کرے۔ عبدالرحمان ابن ملجم کی تلوار سے فرق مبارک زخمی ہے تلوار بھی کیسی زہر کی بجھی ہوئی۔ عمر ابن نعمان جراح بلایا گیا ہے۔ فرق مبارک دیکھ رہا ہے۔ عمامہ سر سے پھینک دیا ہے۔ بے چینی سے افسوس کر رہا ہے۔ کہہ رہا ہے "زخم قابل علاج نہین۔ تلوار زہر آلود ہے" قاتل سامنے کھڑا ہے ہر طرح کی قدرت اوسپر رکھتے ہین۔ اوس سے فرما رہے ہین:۔

"مینے کیا قصور کیا تھا جو تو میرے قتل کا مرتکب ہوا۔ کیا مین عدل نہ کرتا تھا۔ کیا مین تیرے حقوق کی رعایت نہ کرتا تھا۔ کیا مینے تیرے ساتھ نیکی نہ کی تھی"

پہلے قاتل کو شربت پلواتے ہین بعد کو آپ نوش فرماتے ہین۔ پہلے قاتل کو کھانا کھلواتے ہین بعد کو آپ نوش فرماتے ہین۔ اپنے بڑے لڑکے جناب امام حسنؑ و اپنے عیال کو وصیت فرما رہے ہین:۔

"اگر یہ زخم باعث موت ہو۔ اوسوقت تم لوگ میرے قاتل کو معاف کر دینا۔ ورنہ اوسکو ایک ضرب لگا کر قتل کرنا تاکہ ہم دونون قاتل و مقتول ایک ہی خداوند عادل کے روبرو حاضر ہون اور دیکھین کہ کون حق پر تھا" الکرار صفحہ ۱۰۹ المعارف صفحہ ۱۳ سراج المبین فی تاریخ امیر المومنین صفحہ ۲۲۳ سوانح عمری حضرت علیؑ مصنفہ عبیداللہ صاحب بسمل صفحہ ۴۱ اردو ترجمہ حین الحیات صفحہ ۲۵۶ ہیروز ہیرو ورشپ اینڈ ہیرو اک ان ہسٹری مصنفہ مسٹر کارلائل۔

ونجنا برحمتک من القوم الکافرین

اس رسالہ مین اون چار سوالونکا جواب درج کیا گیا ہے جسکا ذکر اصلاح نمبر ۴ جلد ۱۸ صفحہ ۱۴۳ مین کیا گیا تھا

(۱) اسلامی تواریخ کی روسے ثابت کیا جائے کہ معاویہ اور یزید کے زمانہ مین مسلمانون نے اعتقادات کیا تھے ان مین کون سے قبیح رسوم جاری تھے۔ کون سی مذہبی تعلیم انکو دیجاتی تھی۔ اس کا سرچشمہ کہان تھا اور اگر وہ اوسی طرح جاری رہتے تو کیا کیا نتائج پیدا ہوتے۔

(۲) اسوقت مسلمانون اور اسلامی ممالک کے حالات اس قسم کے تھے جس سے اسلام کی کشتی بھنور مین پڑ چکی تھی اور بدین لحاظ امام حسین نے اپنا سر دینا پسند فرمایا۔ یعنی بہ الفاظ دیگر وجوب شہادت اور جواز شہادت از روئے تاریخ ثابت کیا جائے۔ اور اگر امام حسین شہادت کو نہ منظور فرماتے تو کیا نتائج پیدا ہوتے

(۳) امام حسین نے کربلائے معلی کا کیون سفر اختیار کیا کیونکہ اکثر مخالفین کو اس سے شبہہ ہوتا ہے کہ حضرت سید الشہدا علیہ السلام دیدہ و دانستہ موت کے منہ مین گئے۔

(۴) امام حسین کے لئے یزید سے بیعت کرنا کیا معنی رکھتا تھا اگر آن حضرت بیعت کرتے تو اسلام اور جمیع اہل اسلام پر کیا اثر پڑتا۔

غرض میرا منشا یہ ہے کہ ایسے طریق پر امام حسین کی شہادت کا اسلام کے بقا کیلئے ضروری اور لازمی ہونا ثابت کرین جو مخالف کو بھی پسند ہو۔ ایسے رسالہ کی اشد ضرورت ہے جہانتک ممکن ہو سکے جلد تالیف فرماکر اسکو شایع کردین۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی۔

امابعد اگرچہ جتنے امور سوالات میں درج ہیں ان کا جواب کافی طور پر فلسفہ شہادت
اور تحقیق صوم عاشورا میں درج ہو چکا ہے۔ مگر چونکہ سوال میں ہر ہر امر کو علحدہ بیان
کیا ہو اسلئے جواب میں بھی ویسی ہی تفصیل کی جائیگی امید ہے کہ اظہار حق میں کامیابی ہو
اگرچہ یہ امید کرنا کہ مخالف اسکو پسند کرے خلاف عقل ونقل ہے کیونکہ خداوند عالم فرماتا ہے
ولن ترضی عنک الیھود والنصاری حتی تتبع ملتھم۔ قل ان ھدی
اللہ ھو الھدی ولئن اتبعت اھواءھم بعد الذی جاءک من العلم
ما لک من اللہ من ولی ولا نصیر۔
اور اگر تم سے یہود ونصاری راضی نہونگے جب تک تم اون کے دین کی پیروی نہ اختیار
کرو۔ کہدو کہ خدا کی ہدایت (اسلام) وہی ہدایت ہے اور اگر تم اون کی خواہشوں کی
پیروی کروگے بعد اسکے کہ حاصل ہوا تمکو علم۔ تو پھر نہ تمکو کوئی خدا سے بچانے والا ہے نہ مددگار۔
جب خدا نے اپنے حبیب سے یہ ارشاد کیا کہ کبھی وہ تم سے راضی نہونگے جب تک اونکا مذہب
نہ اختیار کرو حالانکہ حضرت مصداق انک لعلی خلق عظیم تھے کہ تمام دوست و دشمن
آپکے اخلاق عظیم کے مداح تھے۔ تو پھر ہم کیا امید کرسکتے ہیں کہ مخالف کو بھی پسند ہو "کیونکہ
ان کی پسندیدگی تو اسی پر منحصر ہے کہ ایک کلمہ حق بھی نہ کہا جاے۔ اور ہم بھی ممانعت

تعزیہ داری مین اون کا ساتھ دین۔ کیونکہ آجتک جو کچھ اصلاح مین یا دیگر کتب و رسائل مین لکھا گیا وہ سب تو کتب اہلسنت ہی سے لکھا گیا ہے جسمین اصل کتاب کی عبارت مع صفحہ و مطبع لکھا جاتا ہے مگر کب اونکے پسند پڑا جو آیندہ امید ہو۔

بہرحال محض بغرض اظہار حق سوالون کا جواب نمبروار عرض کیا جاتا ہے واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم

سوال اول۔ اسلامی تواریخ کے روسے ثابت کیا جائے کہ معاویہ اور یزید کے زمانہ مین مسلمانون کے اعتقادات کیا تھے۔ ان مین کون کون سے قبیح رسوم جاری تھے۔ کون سی مذہبی تعلیم ان کو دی جاتی تھی۔ اس کا سرچشمہ کہان تھا۔ اور اگر وہ اوسی طرح جاری رہتے تو کیا کیا نتائج پیدا ہوتے۔

الجواب سوال کے الفاظ تو ایسے سادے ہین کہ اس مین کوئی دقت ہی نہین معلوم ہوتی مگر جواب کے لئے ایک دفتر درکار ہے کیونکہ ابھی اسلام کی اشاعت کو ۵۰ھ تک کل ۴۰ برس گذرے ہین نہ کسی کتاب کی تدوین ہوئی ہے نہ عقائدنامہ لکھا گیا ہے نہ حدیثین مرتب و مدون ہوئی ہین جو کسی کتاب کو اصل اسلام قرار دین۔ مخالفت سے کسی پر مخالفت اسلام کا الزام بدیہی طور سے قائم ہو سکے حتی کہ وہ قرآن جسپر تمامی اہل اسلام کا دارومدار ہے رسول اللہ کا مرتب کیا ہوا نہین لیا گیا وا سے برحال احادیث لہذا جب تک اجمالی نظر قبل اسلام اور ابتداء اسلام پر نہ ڈالی جائے کامیابی مشکل ہے۔

عرب فطرتی طور پر کچھ ایسا آزاد اور غیر مقید واقع ہوا تھا کہ نہ اوسپر کوئی بادشاہ حکمرانی کر سکا نہ کوئی پیغمبران کا راہنما ہوا شتر بے مہار کی طرح ہر طرح آزاد تھے۔ نہ حلال تھا۔ نہ حرام۔ نہ دین تھا نہ مذہب۔ نہ کوئی حاکم تھا نہ افسر نہ کسی کی حکومت تھی نہ اطاعت۔ ان مین سب سے بدتر حالت قریش کی تھی والزندقۃ کانت فی قریش حیوۃ الحیوان دمیری صفحہ ۱۶۹ جلد اول۔

یعنی اگرچہ قبائل عرب تو پھر بھی کچھ مذہب کے پابند تھے مگر قریش تو بالکل زندیق تھے
لا مذہب زندگانی دنیا کے سوا نہ قیامت کے قائل تھے نہ جزا و سزا کے چنانچہ قرآن
مین ہے وقالوا ما هي الا حياتنا الدنيا نموت ونحيى وما يهلكنا الا الدهر
کہتے ہین کہ ہماری زندگی تو صرف دنیا ہی کی ہے (اسی مین) مرتے ہین اور جیتے
ہین اور یہی زمانہ ہم لوگون کو ہلاک کرتا ہے سورہ دخان مین ہے ان هؤلاء ليقولون
ان هي الا موتتنا الاولى وما نحن بمنشرين یہ لوگ کہتے ہین کہ ہمکو ایک ہی بار
مرنا ہے۔ اور پھر ہم دوبارہ نہ اوٹھائے جائینگے۔

قریش نہ خدا کے قائل تھے نہ جزا و سزا کے۔ بلکہ صرف دنیا کے ہست و بود پر اون کا
مدار تھا۔ نکاح طلاق مین وہ آزادی تھی کہ پناہ بخدا۔ تمام مذاہب پر اس نے یہ
ترقی کی کہ ازواج پدری پر اولاد کو پورا حق تھا کہ جس طرح چاہین تصرف کرین۔

چونکہ یہ ملک بالکل وحشی اور تمدن سے علیحدہ تھا اسلئے ضرور تھا کہ کوئی نبی اسپر
مبعوث ہو جسکے بغیر یہ سدھر نہین ہو سکتا تھا علامہ ابن خلدون اپنے مقدمہ مین لکھتے
ہین صفحہ ۱۴۳

عرب چونکہ خلقی وحشی تھے اسلئے اون کی اطاعت و فرمانبرداری نہایت مشکل تھی
کیونکہ ہر شخص اول ہمت سے طالب ریاست و خواہان جاہ تھا جس سے ایک شخص
پر اون کا اجتماع مشکل تھا۔ ہان اگر نبی یا ولی ہو جو دینی حیثیت سے ان مین کام کرے
تو البتہ کبر و غرور اون کا دور ہو سکتا ہے کیونکہ دین یا مذہب وہ چیز ہے جو ہر طرح کی غلظت
اور سرکشی کو اون کی دور کر سکتا ہے۔

پس جب نبی یا ولی ان مین مبعوث ہو گا جو ان کو قیام بہ اوامر الہی پر مجبور کرے
اور اون کے اخلاق ذمیمہ کو دور کرے اور اخلاق حسنہ کی تعلیم دے اور اظہار
حق پر مجبور کرے۔ تو البتہ ان کا اجتماع اور تغلب ممکن ہے کیونکہ جہان اون مین

اس قسم کی سرکشی تھی وہان قبول حق اور ہدایت کی بھی قابلیت تھی کیونکہ طبیعتین اون کی سلیم تھین ؎

اب دیکھیئے خدا نے اس قوم مین اس شخص کو مبعوث کیا جسکی شرافت خاندانی ابتداے خلقت سے مسلم تھی۔ نہ اس خاندان مین کبھی کسی رذالت آئی نہ جسی دنیا کیونکہ جو بزرگ اس مین گذرے تھے وہ ایسے تھے کہ اون کا احسان اور اعزاز کسی شخص کو انکار نہ تھا حضرت کا لقب صادق و امین ابتداے کفار مین مشہور رہا۔ اسلیے ابتداے اسلام مین وہ معجزہ دکھایا گیا کہ سب مبہوت ہوگئے۔

جسکی حالت تمامی تواریخ و تفاسیر و احادیث مین اس طرح درج ہے کہ جب رسول اللہ پر آیہ انذر عشیرتک الاقربین نازل ہوا تو حضرت نے جناب امیر سے فرمایا کہ سامان دعوت مہیا کرو ایک صاع گندم۔ ایک ران گوسفند۔ ایک کاسہ دودھ فراہم کرو جسکے بعد تمامی فرزندان عبد المطلب کو دعوت دی گئی اور سب نے اوس سے کھایا۔ ابو لہب نے اسکو سحر قرار دیا کہ یہ ایک آدمی کی خوراک تھی مگر چالیس آدمی اس سے سیر ہوے۔

دوسرے روز پھر یہی سامان کیا گیا اور حضرت نے اسلام کی دعوت دی اور فرمایا کہ کون ہے جو ہماری وزارت کرتا ہے اس شرط پر کہ وہ ہمارا وزیر بھائی خلیفہ ہو بعد میرے اسپر کسی نے نہ قبول کیا تو جناب امیر کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ مین قبول کرتا ہون یا حضرت فاخذ رسول اللہ برقبۃ علی وقال ھذا اخی ووصیی وخلیفتی فیکم فاسمعوا واطیعوا لہ صلاۃ تاریخ ابو الفدا

تو حضرت نے جناب امیر کی گردن پکڑکر فرمایا یہ بھائی وصی خلیفہ ہے تمکو تم لوگون مین اسکے احکام کو سنو اور اطاعت کرو۔

یہ ہے ابتداے اسلام جس سے عملی دعوت اسلام شروع ہوئی اور اہل الاصول

اسکا توحید و معاد تھا۔
اگر تم قرآن مجید کو پورا دیکھو تو شاید کوئی صفحہ ایسا نہ ملیگا جس مین دلائل توحید و معاد نہ بیان کئے ہون۔ کیونکہ نہ صرف عرب۔ بلکہ تمامی ادیان۔ تمامی مذاہب کی تعلیمات اس بارہ مین بگڑ چلے تھی۔ توحید و معاد سے یا بالکل انکار کر دیا گیا تھا۔ یا اس طرح کی خرابی ڈالی گئی تھی کہ کسی طرح اوسکو توحید و معاد نہین کہہ سکتے تھے۔
چونکہ اصل الاصول فسا دحب دنیا۔ حب جاہ۔ حب مال۔ حب اولاد ہے جس سے نہ انسان دیندار رہ سکتا ہے نہ ایماندار اسلئے۔ اسلامی تعلیم کا سب سے زیادہ زور اسپر تھا کہ دنیا کو ہیچ پوچ سمجھو۔
رسول اللہ نے تکمیل مقاصد اسلام مین جسقدر زحمت اوٹھائی پڑی اوس سے ایک دنیا باخبر ہے۔ ہزارون بلکہ لاکھون مسلمان بھی اوسی وقت ہو گئے۔ مگر صرف اس زبانی اقرار لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ مین اور ظاہری نماز و روزہ حج زکوۃ جہاد مین جس سے وہ صرف اس قابل ہوئے کہ مسلمان کہے جائین۔ مگر اصلی ایمان مین اون کا حصہ اسیقدر تھا جسقدر راش پر سفیدی ہوتی ہے جسکی شہادت خود خداوند عالم دیتا ہے قل لم تؤمنوا ولکن قولوا اسلمنا ولما یدخل الایمان فی قلوبکم یعنی یہ نہ کہو کہ ہم ایمان لائے بلکہ یہ کہو کہ مسلمان ہوئے اور ابھی تک ایمان تمہارے دلون مین نہین داخل ہوا۔
یہ ایک ایسا واضح کلام ہے۔ اسلام و ایمان کے فرق مین کہ کسی مسلمان کو اسمین شک ہی نہین ہو سکتا۔ ایمان اور اسلام دو چیزین علحدہ ہین۔ جسکا عملی ثبوت بھی اوسیوقت پیش کر دیا گیا کہ جب سورہ برأت کا آیہ والذین یکنزون الذھب والفضۃ نازل ہوا کہ جو لوگ سونا چاندی جمع کرتے ہین اور خدا کی راہ مین نہین خرچ کرتے اونکو عذاب الیم کی خوشخبری دو۔ تو صحابہ مین ایسی کھلبلی پڑگئی کہ ہر طرف سے صدائے مخالفت بلند ہوئی حالانکہ مال و زر کی بے حقیقتی اور دنیا کی بے ثباتی ایک ایسی بدیہی چیز ہے

کہ دنیا مین جتنے عاقل گذرے ہین وہ سب اسکو بے حقیقت ہی سمجھتے رہے۔
صحابہ نے اوس وقت چونکہ رسول اللہ صلعم و آلہ تھے کچھ زیادہ چون چرا تو نہ کیا صرف آزردگی اپنی ظاہر کی اور ناراضی اپنی دکھایا جس سے بخوبی کلام خدا قل لم تؤمنوا ولما یدخل الایمان فی قلوبکم کی تصدیق نمایان ہوئی کہ ابہی تک تمہارے دلون مین ایمان نہین آیا یہ نہ کہو کہ ہم مومن ہین۔ مگر اسکے بعد سے وہ سب حرکات نمایان ہونے لگے جس سے اور بہی تصدیق اسکی ہوئی کہ ہر ہر بات مین مخالفت کرنے لگے۔ یہانتک کہ حضرت کے رحلت کا زمانہ قریب آیا اور وصیت نامہ آپکا نہ لکھنے دیا گیا جس سے بڑہکر اور کسی دلیل کی ضرورت نہین کیونکہ مولوی شبلی صاحب حضرت عمر کو سب سے پہلے اسکا موجد کہتے ہین کہ اونہون نے حضرت کے احکام مین تفریق کی کہ حضرت کے احکام کچھ قابل تعمیل ہین کچھ غیر قابل تعمیل ملاحظہ ہو ص ۲۰۶
مگر بعد رحلت رسول اللہ تو ایسے کھلم کھلا واقعات پیش آئے کہ اس کلام خدا کی ایسی تصدیق ہوئی کہ پھر کسیکو شک ہی نہ رہا کہ مسلمان کون ہے۔ اور مومن کون اسلئے کہ لاکھون صحابہ مین تجہیز و تکفین رسول اللہ مین شرکت کرنے والے صرف حضرت علی ہین اور عباس عم رسول اللہ اور سلمان فارسی۔ ابوذر غفاری۔ عمار بن یاسر۔ مقداد بن اسود اور چند لوگ ہین۔ باقی جتنے صحابہ ہین وہ سقیفہ بنی ساعدہ مین۔
اگر یہ لوگ سچ مچ مومن ہوتے معاد پر ایمان لائے ہوتے تو کب ممکن تھا جنازہ رسول کو یون چھوڑکر وہ طلب دنیا مین مشغول ہوتے۔ اگر دنیا کی طمع نہ دامن گیر ہوتی تو بضعۃ الرسول کے گھر جلانے کو آگ لکڑی کیون لے جاتے کیونکہ حضرت علیؑ اور جناب فاطمہؑ تو پوچھتے بھی نہین تم کیا ظلم کر رہے ہو۔ دونو معصوم خانہ نشین ہین قرآن کے جمع مین مشغول ہین نہ دنیا سے مطلب ہے کیونکہ آپ تو بحکم رسول خلیفہ و جانشین

ہین رعایا مانین یا نہ مانین وہ جانین۔

مخالفین تو حضرت ابوبکر کی اس کارروائی کو بھی دردِ دینی سے بتاتے ہین کہ بخوف
فتنہ وفساد ایسا کیا جسکے مطلب یہ ہوے کہ اسلام کی محبت انکو رسول اللہ ص سے بھی
زیادہ تھی کہ حضرت کو اسلام کا اتنا خیال نہوا کہ اس کا کوئی انتظام کر جاتے۔ مگر ابوبکر
نے اسکو ایسا ضروری سمجھا کہ دفن وکفن رسول کی بھی ضرورت اسکے مقابل مین
کچھ نہ تھی۔ مگر خود حضرت ابوبکر جو وقت رحلت فرماتے ہین وہی کافی ہے کہ جو کچھ ہم
کیا بالطبع دیا چنانچہ تاریخ طبری مین ہے صفحہ ۵۳ جلد ۴

انی ولیت امرکم خیرکم فی نفسی فکلکم ورم انفہ من ذلک یرید ان یکون لہ الامر
دونہ ورایتم الدنیا قد اقبلت۔

یعنی جب ہم خلیفہ بنائے گئے تو سب (صحابہ) کی ناک مارے غصے کے پھول گئین ہر شخص چاہتا تھا
کہ یہ امارت اسکو ملے دوسرے کو نہ ملے کیونکہ تم دیکھ رہے تھے دنیا رخ کئے ہوے ہے جس سے بدیہی
طور پر معلوم ہوا کہ یہ جو کچھ ہوا دنیا کے لئے۔ یہ کہ تمامی صحابہ کی یہی خواہش تھی کہ ہم ہی خلیفہ ہون۔
دوسرا نہو جس سے جہان صحابہ کی ناراضی اس خلافت سے معلوم ہوئی وہان یہ بھی معلوم
ہوا کہ یہ کل کارروائیان صرف دنیا کے لئے تھین جسمین صرف حضرت ابوبکر کامیاب ہوے
اور وہ ناکام رہے۔

ادہر تو خاص مدینہ مین یہ واردات ہو رہی ہے کہ ادہر اصلی وارث حقدار محروم
ہوکر خانہ نشین ہے۔ ادہر حضرت ابوبکر دوسرے صحابہ سے بازی لے جا رہے ہین۔ اودہر دوسرے
صحابہ جو مدینہ سے باہر ہین وہ یہ سوچ رہے ہین کہ نبوت ہی کے ذریعہ سے یہ خلافت قائم ہوئی
تو لاؤ ہم بھی ایک نبی تراشین جسکو چمکا کر پھر خلافت کا سکہ جمائین۔ اب مدینہ والے صحابہ بیت
اور بیرونجات کے صحابہ مین جنگ کی ٹھہری۔ مدینہ والے تجربہ کار جنگ آزمودہ ہین بیرونجات
کی صحابی دباتی [illegible] الات حرب [illegible] جنگ نتیجہ یہ ہوا [illegible]

معجزہ اہل بیت علیہم السلام

سلف سے یہی قاعدہ چلا آتا ہے کہ صاحبان اعجاز و کرامت اور اونکے ساتھی معدودے چند اور اونکے مقابل جم غفیر و انبوہ کثیر سب کا بیان طویل ہے اسکے لئے گنجایش اس صفحہ مین کہان مگر چونکہ اس امت کو امت موسے سے تشبیہ دی گئی ہے اسلئے اتنا ہی اشارہ کافی ہے کہ موسیٰ و ہارون و چند مومنین ایک طرف ہین اور فرعون و ہامان و تمام اراکین سلطنت و عام جم غفیر کہ جنکے منجملہ ستر ہزار جادوگر ہی ہین وہ دوسری طرف ہین۔ انجام مین حق کا بول بالا ہوتا ہے۔ اور چھوٹے گروہ بڑے گروہ پر غالب آیا ہی کرتے ہین چنانچہ وہان بھی ایسا ہی ہوا۔

اب یہان کے منظر پر نظر ڈالئے تمام امت رسول ایک طرف ہے اور خاص آل رسول مع گنتی کے مومنین ایک طرف فرعون امت ہامان امت اشقیای امت آل رسول یعنی اولاد رسول کے خون کے پیاسے ہین جنہون نے نہ قتل پر اکتفا کی نہ غارت پر بلکہ اسپر آمادہ ہوئے کہ عام امت رسول انکا ذکر تک نہ کرے اونکے فضائل کی منکر ہو انکو کوئی چیز ہی نہ جانے اس مطلب کی کتابین وقتاً فوقتاً بہت سی لکھی گئین۔ مگر معجزہ اسے کہتے ہین کہ ادہر جم غفیر جو کام کرے ادہر گروہ قلیل ہو خدا تعالی ہر فرعون کے مقابل ایک موسیٰ پیدا کر دے اور اسکا جواب دلوا دے سیکڑون مثالون سے اسوقت دو پر اکتفا کی جاتی ہے تحفہ اثنا عشری ملک ہندوستان مین دہلی سے لکھا گیا وہین سے خدا تعالی نے اسکا کامل جواب نزہہ اثنا عشریہ جناب حکیم مرزا محمد کامل صاحب دہلوی سے لکھوا دیا اس زمانہ مین قرآن مجید کا بامحاورہ ترجمہ (جسمین اہلبیت کے فضائل چھپائے گئے ہین یا انکار کیا گیا ہے) نذیر احمد نام دہلی سے لکھا تو اس سے زیادہ صحیح بامحاورہ ترجمہ مع حواشی تفسیری (جسمین اظہار حق اہل بیت کیا گیا ہے اور جو اسے دیگر مستند طور سے ہر امر ثابت کیا گیا ہے) خدا تعالی نے مقبول احمد نام دہلی سے لکھوایا بھی اور چھپوایا بھی۔ کیا یہ معجزہ نہیں ہے

چودہ پارہ تک چھپکر طیار ہے ۱۵-۱۶۔ پارہ زیر طبع ہے تین درجہ کے کاغذ پہ چھپتا ہے۔

مع خرچ ڈاک پورے دس پارہ کا درجہ اول للعہ۔ درجہ دوم سیے۔ درجہ سوم عہ

ملنے کا پتہ

منیجر صاحب جوہر اشید کمپنی۔ شفاخانہ ہندوستانی چتلی قبر دہلی

تخفیف التخفیف

ابتو آپکو شکایت نہوگی۔ لیجیے صرف آپکی خاطر سے اور محض رضاے خدا کیلئے ارعلیر
ربع قیمت یہ فہرست شایع کی جاتی ہے کہ مومنین بالیقین بہرہ مند ہوں پھر یہ رعا
کارڈ بھیجیے کہ حاضر کروں یہ رعایت یکم ذیحجہ سے لغایت ۱۵ صفر ۱۳۳۳ھ تک ہے

نمبر	نام کتاب مع زبان	جاے طبع
(۱)	مناقب آل ابی طالب از ابن شہر آشوب رح مازندرانی ۔ عربی	بمبئی
(۲)	اعلام الوری از علامہ طبرسی رح ۔ عربی	ایران
(۳)	امالی از شیخ الطائفہ ابو جعفر طوسی رح ۔ عربی	〃
(۴)	خصایص وحی المبین فی مناقب امیر المومنین ابن بطریق رح عربی	〃
(۵)	رواشح سماویہ شرح احادیث امامیہ از باقر داماد رح ۔ عربی	〃
(۶)	جواہر السنیہ شرح احادیث القدسیہ ۔ عربی ۔ از شیخ حر عاملی رح	بمبئی
(۷)	شفاء الصدور شرح زیارت عاشور ۔ فارسی	〃
(۸)	فوائد المشاہد المعروف بتقریبات شیخ جعفر مرحوم	〃
(۹)	ناسخ التواریخ جلد ششم از کتاب دوم در حالات جناب سید الشہدا ۔ فارسی	〃
(۱۰)	مسکن الفوائد فی فقد الاحبۃ والاولاد ۔ از شہید ثانی رح	ایران
(۱۱)	معراج المحبت نظم فارسی ۔ در مرثیہ تمام شہداے کربلا	بمبئی
(۱۲)	جواہر زواہر در قصائد و مراثی ۔ فارسی	〃
(۱۳)	مفرح الفواد و مبکی العباد	〃
(۱۴)	منار الہدی عربی از شیخ علی بحرانی	〃

المشتہر

حاجی سید سخاوت حسین تاجر کتب باغ گنہ لکھنؤ

سید نظیر حسین پرنٹر پبلشر